

4.1 تعارف

2008ء کے دوران متعدد عوامل نے بینکاری نظام کی استقامت کو آزمائش میں ڈالا اور اس کشیدگی میں اضافہ کیا جو 2007ء میں نظر آرہی تھی۔ جب ترقی یافتہ ملکوں کے مالی بحران میں شدت آئی اور اس کے اثرات ان ملکوں کی معیشتوں کے حقیقی و دیگر شعبوں اور بالواسطہ طور پر متاثر ہونے والوں میں نفوذ کر گئے تو ملک کی معاشی صورتحال کمزور اور خطرہ قرض کی سطح بلند ہو گئی۔ عام سرمایہ کاروں میں خطرے سے گریز کا رجحان خاصا بڑھ گیا جس سے 2008ء کی دوسری ششماہی میں بینکاری شعبے کو سیالیت کی عارضی قلت کا سامنا کرنا پڑا۔ مسلسل سخت زری پالیسی، جس کے تحت سال کے دوران اسٹیٹ بینک کی جانب سے مجموعی طور پر پالیسی ریٹ میں 500 بیس پوائنٹس اضافہ ہوا، امریکی ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر میں 20 فیصد کمی ہوئی اور کے ایس ای 100 اشاریے پر چار مہینوں تک فلور کے نفاذ نے 2008ء کے دوران بینکاری نظام کے لیے مشکلات پیدا کیں۔ گذشتہ چند برسوں میں سازگار ضوابطی ماحول اور مضبوط سرمائے کے تحفظ سے حاصل ہونے والی قوت کے بل بوتے پر بینکاری نظام نے ان دھچکوں کو استقامت سے برداشت کیا۔

2008ء میں بینکاری نظام کے اثاثوں پر بعد از ٹیکس منافع 0.8 فیصد رہا جو ناسازگار ماحول کا عکاس ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ بینکوں میں غیر متوقع نقصانات کو برداشت کرنے کی مضبوط صلاحیت موجود ہے۔ کم سے کم مطلوبہ سرمائے کی شرائط کے مرحلہ وار نفاذ سے سرمائے کی بنیاد میں بہتری کا عمل جاری ہے۔ آخر 2008ء تک بینکاری شعبے کی مجموعی خطرہ بہ وزن اوسط کفایت سرمایہ بازل دوم کی شرائط کے تحت آپریٹنگ خطرے پر کیپٹل چارج کے نفاذ کے باوجود 12.33 فیصد کی سطح پر رہی جو 2007ء میں تھی جبکہ کم از کم مطلوبہ سرمائے کی سطح 9 فیصد¹ مقرر کی گئی تھی۔ بینک و ادارہ معلومات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجموعی اثاثوں میں 10.5 فیصد حصہ رکھنے والے صرف 3 کمرشل بینک مطلوبہ شرائط پر پورے نہیں اتر سکے اور دو بینکوں کی شرح کفایت سرمایہ 7 فیصد سے زائد رہی۔ شرح کفایت سرمایہ کی بینکوں میں تقسیم سے اس بات کی عکاسی ہوتی ہے کہ 2008ء میں 40 میں سے 24 بینکوں کی شرح کفایت سرمایہ 12 فیصد سے زائد تھی۔ ان بینکوں کو سرمائے کی اچھی سطح کے حامل بینک قرار دیا جاسکتا ہے۔

خطرات کے عوامل میں تبدیلیوں کے لحاظ سے 2008ء کو بینکاری شعبے کے لیے ایک اہم سال قرار دیا جاسکتا ہے: خطرہ قرض میں خاصا اضافہ ہو گیا اور معاشی سرگرمیوں میں سست روی اور پالیسی ریٹ میں 500 بیس پوائنٹس اضافے کے باوجود 2008ء کے آخر تک بینکاری شعبے کا قرضہ جاتی جزدان 18.4 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 32 کھرب تک پہنچ گیا جبکہ 2007ء کے دوران اس میں 12.6 فیصد کی سال بسال نمو ہوئی تھی۔ سال کے دوران قرضے کی توسیع میں دو عوامل نے اہم کردار ادا کیا۔ اول، غیر مالی سرکاری شعبے کی انٹریز کی جانب سے گزشتہ قرضوں² میں اضافے کے باعث قرضوں کی طلب میں اضافہ ہو گیا۔ دوم، سال کے دوران نجی شعبے کے قرضوں کی طلب مستحکم رہی کیونکہ گرانے کے بڑھتے ہوئے دباؤ نے حقیقی شرح ہائے سود کو منفی سطح پر پہنچا دیا تھا۔

اگرچہ حالیہ برسوں میں قرضوں میں تیزی سے ہونے والی توسیع خطرہ قرض کا اہم انظرہ رہی ہے تاہم 2008ء میں معاشی سرگرمیوں کی نمایاں سست روی بینکوں کے قرضہ جاتی جزدان کے معیار میں بگاڑ کا سب سے بڑا سبب ہے۔ 2008ء کے دوران بینکاری شعبے کے غیر ادا شدہ قرضوں میں 64.8 فیصد کی حیران کن نمو ہوئی اور یہ آخر سال تک بڑھ کر 359.3 ارب روپے تک پہنچ گئے۔ یہ 97ء کے بعد سے اس مد میں ہونے والا سب سے زیادہ اضافہ ہے۔ چنانچہ غیر ادا شدہ قرضوں اور قرضوں کے تناسب میں 290 بیس پوائنٹس کا اضافہ ہو گیا اور یہ 2007ء کے 7.6 فیصد سے بڑھ کر آخر 2008ء تک 10.5 فیصد تک پہنچ گیا۔ معلومات کے مطابق مجموعی اثاثوں میں 89.7 فیصد حصہ رکھنے والے 40 میں سے 31 بینکوں کے غیر ادا شدہ قرضوں اور قرضوں کے تناسب میں اضافہ ہوا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ غیر ادا شدہ قرضوں میں ہونے والا اضافہ وسیع البہیاد ہے اور اس کا اہم سبب بعض بینکاری نظام کی ساختی کمزوریوں کے بجائے معاشی چکر ہے۔³

مذکورہ وجوہات سے قطع نظر غیر ادا شدہ قرضوں کی بلند سطح نے بینکاری شعبے کی مالی کارکردگی پر منفی اثرات مرتب کیے ہیں کیونکہ اس کے نتیجے میں بینکوں کو 2008ء میں 105.9 ارب روپے کی تمویل فراہم کرنا پڑی جو 2007ء کی تمویل کی رقم کے مقابلے میں خاصی زیادہ ہے۔ ایسا اسٹیٹ بینک کی جانب سے تمویل اخذ کرتے ہوئے

¹ بی ایس ڈی سرکلر نمبر 30، تاریخ 25 نومبر 2008ء۔

² تفصیلات کے لیے دیکھئے باکس 4.1، باب چہارم، پاکستانی معیشت کی کیفیت، مہ 09ء کی پہلی سہ ماہی رپورٹ، بینک دولت پاکستان۔

³ بینکاری شعبے کے غیر ادا شدہ قرضوں میں اضافے کا تجزیہ نظر مالی استحکام کا جائزہ کے خصوصی سیکشن ”بینکاری نظام کے غیر ادا شدہ قرضے: گزشتہ پانچ ماہ“ میں دیا گیا ہے۔

ضمانت کی قیمت فروخت لازم میں 30 فیصد کی رعایت کے باوجود کیکنے میں آیا ہے جبکہ 2007ء میں شرائط اس سے کہیں زیادہ سخت تھیں۔⁴ اس فائدے کا اثر کم ہی ہوا کیونکہ بیشتر بینک سالانہ مالی گوشواروں کو حتیٰ شکل دینے سے قبل رعایت کی شرائط پوری نہ کر سکے۔ تاہم تازہ ترین اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ صف اول کے بعض بینک محتاط رویہ اختیار کرتے ہوئے قیمت فروخت لازم کا پورا فائدہ حاصل نہیں کر رہے ہیں۔

تموین میں اضافے کے باوجود تموین اور غیر ادا شدہ قرضوں کا تناسب آخر 2008ء تک بڑھ کر 69.9 فیصد تک پہنچ گیا جبکہ ایک سال قبل یہ 86.1 فیصد پر تھا۔ کوریج تناسب میں اس کی کاہم سبب درجہ بندی کے ابتدائی زمروں (او اے ای ایم، ذیلی معیار و مشکوک) میں غیر ادا شدہ قرضوں کے لیے جزوی تموین کی شرائط ہیں۔ آخر 2008ء تک غیر ادا شدہ قرضوں میں سے 44 فیصد کو ان ابتدائی زمروں میں شامل کیا گیا ہے۔

اگرچہ آخر 2008ء پر بینکاری شعبے کے پاس 13.8 ارب روپے کی فاضل تموین موجود تھی⁵ لیکن ابتدائی زمروں میں غیر ادا شدہ قرضوں کا خاصا تناسب 2009ء کے لیے اضافی تموین کی دستیابی کو ظاہر کرتا ہے۔ ادائیگی قرض کی صلاحیت کے خطرے میں اضافہ بینکاری نظام کے خالص غیر ادا شدہ قرضوں اور سرمائے کے تناسب میں اضافے سے بھی عیاں ہے جو کہ 2008ء میں بڑھ کر 19.4 فیصد ہو گیا۔ اس خطرے کی بینکوں میں تقسیم سے ظاہر ہوتا ہے کہ 5.3 فیصد حصے کے مالک 4 بینکوں میں یہ تناسب 50 فیصد سے زائد ہے۔ گذشتہ سال اس زمرے میں صرف 2 تخصیصی بینک شامل تھے جن کا اثاثوں میں حصہ صرف 2.1 فیصد تھا۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اثاثوں میں 86.2 فیصد حصہ رکھنے والے 29 بینکوں کے خالص غیر ادا شدہ قرضوں اور سرمائے کا تناسب 19.4 فیصد (بینکاری صنعت کی اوسط) سے کم ہے۔

2008ء کی ایک اور اہم پیش رفت اس کی دوسری ششماہی میں بینکاری شعبے کو درپیش سیالیت کے عارضی مسائل تھے۔ عید الفطر کے موقع پر پیدا ہونے والی سیالیت کی موٹی قلت کے ساتھ دیگر عوامل نے حالات کی سنگینی کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔ ان عوامل میں، (1) سیاسی اقتدار کی منتقلی کے دوران کمزور معاشی مبادیات کے باعث ملک کی مجموعی معاشی صورتحال پر اعتماد میں کمی اور عالمی مالی بحران کے اثرات (2) ایکویٹی منڈی میں تیزی سے گراؤٹ کو روکنے کے لیے آخر اگست 2008ء سے لے کر دسمبر کے وسط تک کے ایس ای 100 اشاریہ پر فلور کا نفاذ (3) بعض بینکوں کی مالی صحت کے بارے میں افواہیں (4) اہم کرنسیوں کے مقابلے میں روپے کی قدر میں تیزی سے کمی شامل ہیں۔ اسٹیٹ بینک نے بینکاری نظام میں سیالیت کے مذکورہ مسائل کو حل کرنے کے لیے متعدد پالیسی اقدامات کیے جن میں سخت زری پالیسی کو برقرار رکھتے ہوئے زیادہ توجہ مقدراری نرمی پر مرکوز کی گئی تھی۔⁶ بعض اقدامات کے نتیجے میں بینکاری نظام میں سیالیت کی مشکلات کو دور کرنے میں مدد ملی ہے لیکن 2008ء میں سیالیت کے اظہاریوں میں آنے والے بگاڑ کی عکاسی سیال اثاثوں و مجموعی اثاثوں کے تناسب میں نمایاں کمی سے ہوتی ہے جو کہ 2007ء کے 33.6 فیصد سے بڑھ کر 28.6 فیصد ہو گیا۔ سیالیت کی قلت کی عکاسی قرضوں اور اثاثوں کے تناسب کی بلند سطح سے بھی ہوتی ہے جو کہ 2007ء کے 69.7 فیصد سے بڑھ کر 2008ء میں 75.5 فیصد تک پہنچ گیا۔

پاکستان میں بینکوں کو فنڈنگ فراہم کرنے کا اہم ذریعہ ان کی امانتیں ہیں۔ اثاثوں کا بینکوں کی سیالیت کی صورتحال سے گہرا تعلق ہوتا ہے۔ 2008ء میں بینکوں کی اثاثوں میں صرف 9.4 فیصد اضافہ ہو جبکہ 2003ء تا 2007ء کے دوران ان میں سالانہ 18.1 فیصد کی اوسط نمو ہوئی تھی۔ اثاثوں میں ہونے والی کمزور نمو 2008ء کی پہلی ششماہی تک مرتکز رہی کیونکہ سال کی دوسری ششماہی کے دوران اثاثوں میں ایک فیصد سے کم نمو ہوئی ہے۔ امانتیں نکلوائے جانے کے باعث سیالیت کی مشکلات کے علاوہ اضافی اثاثوں کی نمو کے خاتمے نے بھی بینکاری شعبے کی بیلنس شیٹ میں توسیع کو روک دیا۔ اثاثوں کے دوسرے سب سے اہم جز میں سال کے دوران 4 فیصد کی منفی نمو ہوئی۔ آخر 2008ء میں مجموعی اثاثوں میں سرمایہ کاری کا حصہ کم ہو کر 19.2 فیصد رہ گیا جو 2007ء میں 24.7 فیصد تھا۔ اس کی ایک اہم سبب سال کی دوسری ششماہی میں پیش آنے والی سیالیت کی مشکلات تھیں جس نے بینکوں کو اپنی سرمایہ کاری ہولڈنگز نقد کے لیے استعمال کرنے کی ترغیب دی تاکہ وہ اپنے فرائنڈز احسن طور پر انجام دے سکیں۔

خطرہ قرض کے بڑھنے اور اس کے نتیجے میں اثاثوں اور فنڈنگ کی ساخت میں آنے والی تبدیلیوں کے اثرات کو بینکاری شعبے کی بنیادی سطح پر دیکھا جاسکتا ہے۔ 2008ء میں اثاثوں پر منافع کم ہو کر 0.8 فیصد رہ گیا جو گذشتہ برس 1.5 فیصد تھا۔ بینکاری شعبے کی نفع یابی میں کمی کا رجحان دیکھا گیا ہے اس کے باوجود اثاثوں میں 85.5 فیصد حصے کے مالک 24 بینک اپنے اثاثوں پر مثبت منافع کمانے میں کامیاب رہے۔ یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ 2008ء میں خاصی منفی پیش رفت کے باوجود

⁴ بی ایس ڈی سرکل نمبر 2، بتاریخ 27 جنوری 2009ء۔

⁵ یہ رقم غیر ادا شدہ قرضوں کے مختلف زمروں میں تموین کی مخصوص شرائط کے علاوہ بطور عمومی تموین رکھی گئی۔

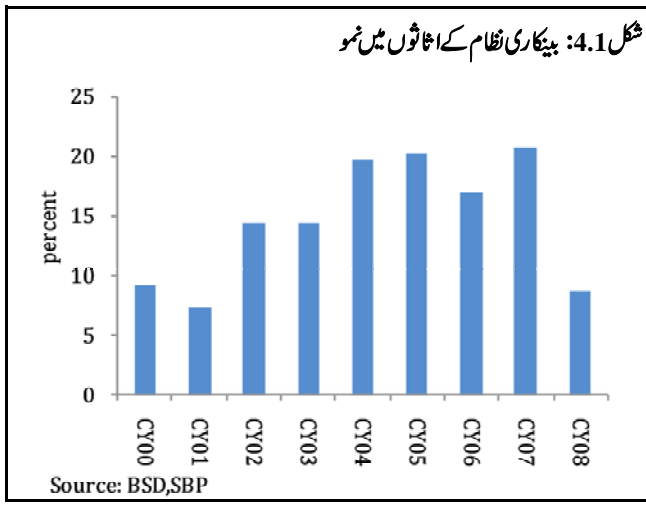
⁶ 13 اکتوبر تک نومبر 2008ء کے دوران جاری کیے گئے بی ایس ڈی سرکلرز۔

بینکاری شعبے کی مالی صحت کا اشاریہ 7 مثبت علامات ظاہر کر رہا ہے۔ 8 یہ صورتحال اس بات کی عکاسی کرتی ہے کہ بینکاری شعبے میں بھاری دھچکوں کو برداشت کرنے کی صلاحیت موجود ہے اور اسی لیے اس نے اچھی کارکردگی دکھائی ہے۔

سال کی صورتحال کے عمومی جائزے کے بعد اس باب کے باقی حصے میں مذکورہ تبدیلیوں کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اس باب کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ سیکشن 4.2 بینکوں کے اثاثوں اور فنڈنگ کی ساخت کے تجزیے پر مشتمل ہے۔ بینکاری شعبے کو درپیش بعض خطرات میں تبدیلیوں کے اثرات کا تجزیہ سیکشن 4.3 میں کیا گیا ہے۔ سیکشن 4 میں خطرات کے مقابلے میں بینکاری شعبے میں نقصانات کو جذب کرنے کی صلاحیت کا جائزہ لیا گیا ہے جبکہ حتمی سیکشن میں باب کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔

4.2 اثاثوں اور فنڈنگ کی ساخت

گذشتہ چھ برسوں سے اثاثوں میں مسلسل 17.8 فیصد کی اوسط نمو برقرار رکھنے کے بعد 2008ء میں بینکاری شعبے کے اثاثوں میں صرف 8.8 فیصد اضافہ ہو سکا۔ یہ



اضافہ گذشتہ برس ہونے والی نمو کے نصف سے کم ہے اور 2001ء کے بعد ریکارڈ کی جانے والی پست ترین سطح ہے (دیکھئے شکل 4.1)۔ معیشت میں گرانی کے دباؤ کے باعث بینکوں کے اثاثوں اور جی ڈی پی کا تناسب کم ہو کر 48.1 فیصد رہ گیا جو 2007ء میں 54.6 فیصد تھا۔ اثاثوں کی نمو میں تیزی سے کمی کی یہ وجوہات ہیں: (1) مجموعی معاشی سرگرمیوں میں سست روی (2) سیالیت کی عارضی قلت جس نے بینکوں کو اپنے اثاثوں میں توسیع سے روک دیا تاکہ وہ اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے پوری کر سکیں۔ مذکورہ صورتحال نے 2008ء کی دوسری ششماہی میں بینکاری شعبے کی قرض تخلیق کرنے کی صلاحیت کو محدود کر دیا اور (3) سینٹرل ڈائریکٹوریٹ آف ٹینٹشل سیونگز کی جانب سے قرض جمع کرنے کے حوالے سے سخت مسابقت۔

بینک دار معلومات سے ظاہر ہوتا ہے کہ 2008ء میں اثاثوں میں 7.4 فیصد حصہ رکھنے والے 8 چھوٹے بینکوں کے اثاثوں میں منفی نمو ہوئی اور یہ 2 فیصد تا 24.3 فیصد تک رہی۔ ارتکاز کاروائی بیانہ ایم ارتکاز ظاہر کرتا ہے کہ سب سے چھوٹے 5 بینکوں کا منڈی میں مجموعی حصہ ایک فیصد سے بھی کم بنتا ہے۔ دوسری جانب، پانچ بڑے بینکوں کا منڈی میں حصہ 47 پیس پوائنٹس اضافے کے ساتھ بڑھ کر 52.4 فیصد ہو گیا۔ ہر فنڈ ال، ہر شمین اشاریہ (ایچ ایچ آئی) منڈی کے ارتکاز کی پیمائش کا ایک اور بیانہ ہے جس میں صنعت میں متعلقہ بینکوں کے حصے کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔ یہ اشاریہ ظاہر کرتا ہے کہ 2008ء کے دوران بینکاری شعبے کے ارتکاز میں کمی کا عمل جاری رہا لیکن اس کی رفتار گذشتہ برسوں کے مقابلے میں خاصی سست رہی (دیکھئے جدول 4.1)۔

جدول 4.1: ارتکاز کے پیمانے									
سال 08ء	سال 07ء	سال 06ء	سال 05ء	سال 04ء	سال 03ء	سال 02ء	سال 01ء	سال 00ء	
735.5	739.3	744.9	762.1	850.1	911.7	973.1	992.8	1023.4	ایچ ایچ ون
1.4	1.4	1.4	1.4	1.5	1.6	1.7	1.8	1.9	عددی سرکاتیر
ایم ارتکاز کی تناسبات									
52.4	52.0	52.3	54.0	56.0	58.8	60.8	61.2	63.2	5 بڑے بینکوں کا حصہ
0.6	0.6	0.6	0.5	0.5	0.3	0.4	0.6	0.7	5 چھوٹے بینکوں کا حصہ

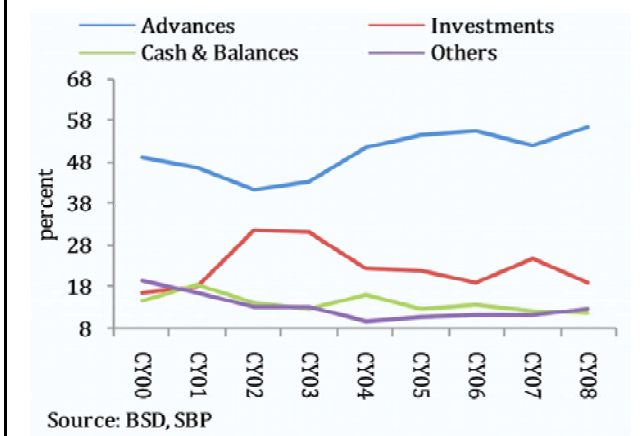
ماخذ: اسٹیٹ بینک کا حساب کتاب

7 یہ اشاریہ شعبہ مالی استحکام نے پاکستان میں بینکاری شعبے کے لیے وضع کیا۔ تفصیلات مالی استحکام کا جائزہ 2006ء کے باب ششم میں دیکھئے۔

8 تفصیلات کے لیے دیکھئے سیکشن 4.4.3۔

9 ان میں 3 ملکی نجی بینک، 3 خصوصی بینک اور 2 سرکاری کرنشل بینک شامل ہیں۔

شکل 4.2: بینکاری نظام کے اثاثوں کے اجزائے ترکیبی

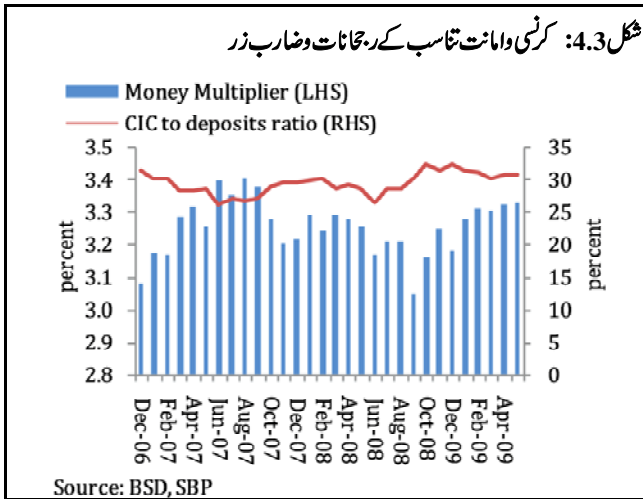


2008ء کے دوران اثاثوں کی کمزور نمو کے ساتھ ساتھ بینکاری صنعت کے مخلوط اثاثوں اور واجبات کی ساخت میں خاصی تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ شکل 4.2 سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجموعی اثاثوں میں قرضوں کا حصہ بڑھ کر 56.6 فیصد تک پہنچ گیا ہے جو 2008ء میں 4.6 فیصدی درجے اضافے کی عکاسی کرتا ہے۔ اس اضافے کا اہم سبب بینکاری شعبے کی سرمایہ کاری ہولڈنگز کے حصے میں کمی ہے جبکہ نقد و بقایا اور دیگر اثاثوں میں سال کے دوران معمولی تبدیلی دیکھی گئی ہے۔ اثاثوں کے اجزائے ترکیبی میں سرمایہ کاری کے بجائے قرضوں کی جانب جھکاؤ کی کئی وجوہات ہیں: اول، جنوری اور مئی 2008ء میں زری سخت گیری کے تحت نقد محفوظ میں اضافے کی شرط نے بینکوں کو ترغیب دی کہ وہ اپنی سرمایہ کاری کے

ایک حصے کو نقد کے طور پر استعمال کر لیں۔¹⁰ دوم، سال کی پہلی ششماہی میں بینکوں کے قرضوں کی طلب مضبوط تھی کیونکہ گرانی کی بلند سطح کے باعث قرض گاری کی شرح منفی ہو چکی تھی اور 2008ء کی پہلی ششماہی میں کارپوریٹ شعبے کے قرضوں اور اجناس کی مالکاری میں بالترتیب 21.3 فیصد اور 42.6 فیصد اضافہ ہو گیا تھا۔ سوم، 2008ء کی دوسری ششماہی میں سیالیت کی عارضی قلت نے بھی بینکوں کو اپنی سرمایہ کاری ہولڈنگز کو نقد میں تبدیل کرنے پر مجبور کیا تاکہ وہ اثاثوں کے لیے رقم مہیا کر سکیں۔ اسٹیٹ بینک نے طلبی واجبات پر مطلوبہ نقد محفوظ میں 400 بیس پوائنٹس کی کٹوتی کی اور میعادى واجبات (ایک سال اور زائد) پر 19 فیصد کی لازمی شرح سیالیت کو ختم کرتے ہوئے بینکوں کو سہولت فراہم کی۔¹¹

2008ء میں بینکاری شعبے کی امانتوں میں صرف 9.4 فیصد اضافہ ہو سکا جبکہ 2007ء کے دوران یہ 20.4 فیصد تک بڑھی تھیں۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ بینکوں کی امانتوں کے اہم ذریعے کارکنوں کی ترسیلات زری میں 17.2 فیصد اضافے (امریکی ڈالر میں) کے باوجود امانتوں کی نمو میں کمی دیکھنے میں آئی ہے۔ سال کے دوران امانتیں جمع کرنے کے رجحانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ نمو میں زیادہ کمی 2008ء کی دوسری ششماہی میں ہوئی ہے کیونکہ پہلی ششماہی کے دوران امانتوں میں 8.7 فیصد نمو

شکل 4.3: کرنسی و امانت تناسب کے رجحانات و ضارب زر



ہوئی تھی۔ اگرچہ قومی بچت اسکیموں کی جانب سے سخت مسابقت کا مجموعی امانتوں کی نمو کی سست روی میں اہم حصہ رہا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ عید کے موقع پر رقم نکلوائے جانے اور بینکاری شعبے پر اعتماد کی پست سطح نے 2008ء کی دوسری ششماہی میں بینکوں کی امانتوں کی نمو پر خاصے منفی اثرات مرتب کیے۔ مذکورہ منفی حالات نے اسٹیٹ بینک کی جانب سے جون 08ء سے تمام پی ایل ایس بچتوں پر کم از کم 5 فیصد شرح منافع برقرار رکھنے کے اقدام کے مثبت اثرات کو بھی زائل کر دیا۔ کرنسی اور امانتوں کے تناسب میں نمایاں اضافے اور 2008ء کی دوسری ششماہی میں ضارب زر میں سست روی سے بھی بینکاری شعبے کے لیے مشکل ماحول کی عکاسی ہوتی ہے (دیکھئے شکل 4.3)۔

واجبات کے ایک اور اہم جز مالی اداروں سے قرض گیری میں بھی سال کے دوران خاصی تبدیلیاں دیکھنے میں آئی ہیں۔ مجموعی قرض گیری میں صرف 1.6 فیصد نمو ہوئی ہے۔ 2008ء کی پہلی ششماہی کے دوران قرض گیری میں 7.8 فیصد کی اور اثاثوں میں 341.4 ارب روپے کے اضافے کی فنڈنگ اس مدت کے دوران جمع ہونے والی 334.2 ارب روپے کی امانتوں سے کی گئی۔ لیکن دوسری ششماہی میں صورتحال بالکل تبدیل ہو گئی۔ مالی اداروں سے قرض گیری میں 10.2 فیصد اضافہ ہوا کیونکہ

¹⁰ 2008ء کی پہلی ششماہی میں بینکاری شعبے کی واجب الادا سرمایہ کاریوں میں 152.6 ارب روپے کی کمی ہوئی۔

¹¹ پی ایس ڈی سرکلر نمبر 25، تاریخ 17 اکتوبر 2008ء۔

اس مدت میں امانتیں جمع کرنے کی کوششوں کو نقصان پہنچا تھا۔ خصوصاً، ستمبر اکتوبر 2008ء میں بینکاری شعبے کو سیالیت کی شدید قلت کا سامنا تھا اور چھوٹے بینکوں کا قرض گیری پر انحصار خاصا بڑھ گیا تھا۔ مزید برآں، سیالیت کی صورتحال میں بہتری کے لیے اسٹیٹ بینک کے اقدامات اور برآمد کنندگان کے قرضوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے برآمدی نو ماکاری اسکیم (ای ایف ایس) ¹² کے تحت دوبارہ 100 فیصد ماکاری کی فراہمی نے بینکاری شعبے کی اسٹیٹ بینک سے قرض گیری میں اضافہ کر دیا۔ تفصیلات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ای ایف ایس کے تحت بینکوں کی اسٹیٹ بینک سے قرض گیری 2008ء کے دوران 53.1 ارب روپے کا اضافے کے ساتھ بڑھ کر 165.5 ارب روپے ہو گئی جو اس میں 47.3 فیصد کی سال بسال نمو کو ظاہر کرتی ہے۔ دیگر اجزاء کے علاوہ طلبی قرض گیری (غیر محفوظ) میں بھی سال کے دوران 12.2 ارب روپے کا اضافہ ہوا ہے اور یہ بڑھ کر 48.6 ارب روپے تک پہنچ گئی۔

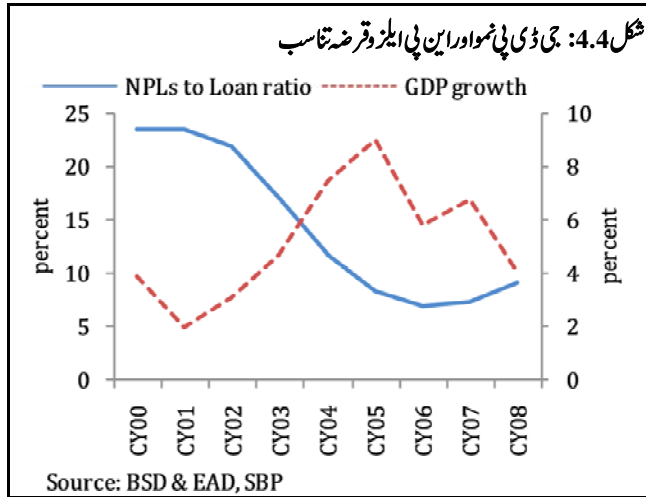
آخر میں، بینکاری شعبے کی ایکویٹی بنیاد میں 2008ء کے دوران 3.4 فیصد کا اضافہ ہوا تھا جو گذشتہ برس 37 فیصد تھا۔ گذشتہ پانچ برسوں میں اس کی اوسط نمو 38.6 فیصد رہی ہے۔ بینکوں کے لیے کم از کم مطلوبہ سرمائے میں اضافے کے مرحلہ وار نفاذ کے باوجود ایکویٹی میں ایک بار پھر نمایاں سست روی سے 2008ء میں بینکاری شعبے کے ماحول میں پیش آنے والی مشکلات کی عکاسی ہوتی ہے۔ ایکویٹی کے اجزائے ترکیبی سے ظاہر ہوتا ہے کہ سرمایہ کاریوں اور مجموعی نقصانات پر باز قدر پیمائی کے نقصانات نے 2008ء میں سرمایہ حصص میں 21.2 فیصد کے سال بسال اضافے کے مثبت اثرات کو زائل کر دیا۔ شرح ہائے سود میں خاصے اضافے کے نتیجے میں حکومتی وثیقہ جات پر سرمایہ کاریوں میں باز قدر پیمائی کے نقصانات 18 ارب روپے ہو گئے اور اپریل 2008ء سے ایکویٹی منڈیوں میں مسلسل کمی نے حصص میں سرمایہ کاریوں کی قدر کو 9.9 ارب روپے تک کم کر دیا۔ بینکاری شعبے کو دیگر سرمایہ کاریوں پر 13.7 ارب روپے کے باز قدر پیمائی نقصانات کے علاوہ شرح ہائے سود میں تیزی سے اضافے اور ملکی کرنسی میں تخفیف قدر کے باعث ماحولیات کے سودوں پر دیگر سرمایہ کاریوں کی مدد میں بھی نقصانات ہوئے ہیں۔ ¹³

4.3 خطرات کی جانچ

عالمی سطح و مقامی ماحول میں غیر معمولی حالات اور بینکاری شعبے کے اثاثوں اور فنڈنگ کی ساخت میں نمایاں تبدیلیوں کے بینکاری شعبے کے خاکہ خطر پر خاصے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ بینکاری شعبے کے استحکام کو لاحق بعض خطرات پر مذکورہ حالات کے اثرات کا تجزیہ ذیل میں دیے گئے سیکشن میں کیا گیا ہے۔

4.3.1 خطرہ قرض

عالمی کساد بازاری اور ملکی معاشی سرگرمیوں میں سست روی کے باعث قرضوں کی واپسی میں تاخیر نے نقصان کے خطرے کو بڑھا دیا ہے۔ 2008ء میں عالمی معاشی نمو 200 بیس پونٹس کمی کے بعد 3.2 فیصد پر آگئی ہے اور امکان ظاہر کیا گیا ہے کہ 2009ء میں یہ منفی رہے گی۔ ¹⁴ مالی سال 08ء میں ملکی معاشی نمو بھی 270 بیس پونٹس کمی کے بعد 4.1 فیصد پر آگئی اور مالی سال 09ء میں مزید کمی کے بعد 2 فیصد رہ گئی ہے۔ اس طرح جولائی مالی سال 07ء تا جون مالی سال 09ء کے



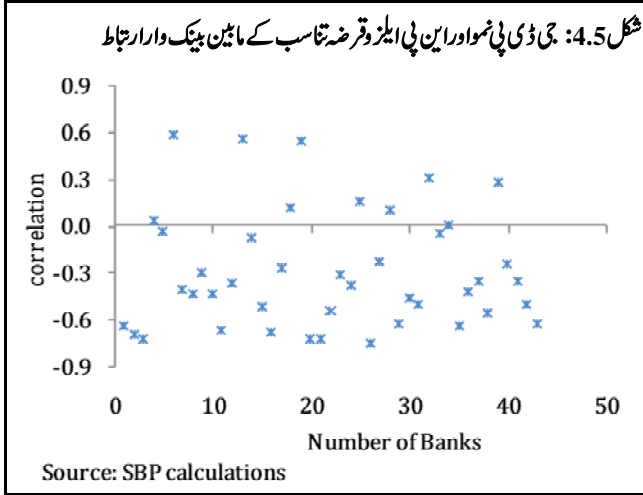
دوران معاشی نمو میں مجموعی طور پر 470 بیس پونٹس کمی کی آئی ہے۔ لٹریچر میں خطرہ قرض اور مجموعی معاشی سرگرمیوں کے مابین منفی ربط ثابت ہو چکا ہے اور اسے خرد باد کی جانچ کی تکنیکوں میں اہم پیمانے کی حیثیت حاصل ہے۔ اسے بینکاری شعبے کے غیر ادا شدہ قرضوں و قرضوں کے تناسب اور جی ڈی پی کی نمو (6 ماہ کی تاخیر سے) کے گراف میں دیا گیا ہے۔ پاکستان کے معاملے میں بھی ایسا ربط پایا جاتا ہے (دیکھئے شکل 4.4)۔ ¹⁵ بینک دار معلومات سے اس دلیل کو تقویت ملتی ہے کیونکہ 1996ء تا 2008ء سے کام کرنے والے 43 میں سے 34 بینکوں میں غیر ادا شدہ قرضوں و قرضوں کے تناسب اور جی ڈی پی کی نمو کے مابین منفی ارتباط موجود ہے (دیکھئے شکل 4.5)۔ ان تفصیلات سے

¹² ایس ایم ای ایف ڈی سرکولر نمبر 3 بتاریخ 12 نومبر 2008ء۔

¹³ تفصیلات مالی منڈیوں کے استحکام کی جانچ، باب 7، سیکشن 7.3 میں دیکھئے۔

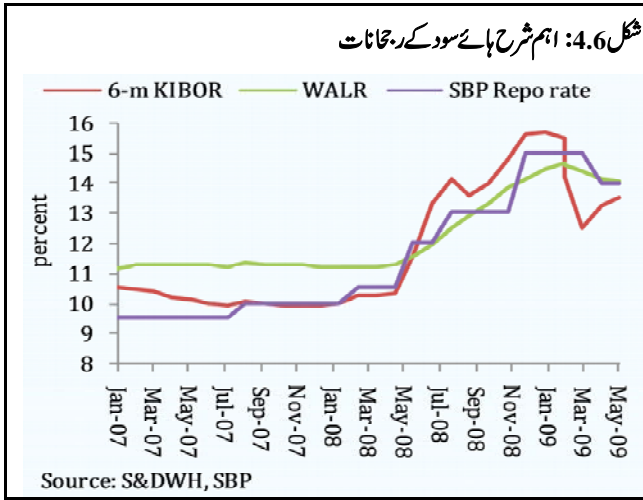
¹⁴ ورلڈ ایکٹوٹک آؤٹ لک، اپریل 2009ء، آئی ایم ایف۔

¹⁵ خصوصی سیکشن ”دباؤ کی جانچ کا فریم ورک“ مالی استحکام کا جائزہ 2007-08ء۔



یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ معاشی سرگرمیوں کو بینکاری نظام کے خطرہ قرضہ کے اہم تعینی عامل کی حیثیت حاصل ہے۔

خطرہ قرضہ کا ایک اور اہم تعینی عامل معیشت میں شرح ہائے سود کی ساخت ہے۔ شرح سود میں تغیر پذیری شرح سود کے خطرے کو متاثر کرنے کے علاوہ قرضہ گیری کی لاگت کو بھی بدل دیتی ہے اور اس کا قرضہ گیروں کی باز ادائیگی کی صلاحیت سے گہرا تعلق ہوتا ہے۔ 2008ء میں زری پالیسی میں مزید سخت گیری کے باعث اہم شرح ہائے سود میں خاصا اضافہ ہوا ہے جس کی عکاسی شرح ہائے سود کے رجحانات سے ہوتی ہے (دیکھئے شکل 4.6)۔ شرح مبادلہ اور ایکویٹی نرخوں میں اتار چڑھاؤ بھی خطرہ قرضہ کو متاثر کرتا ہے اور اس کے منڈی کے خطرے پر بھی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ان نرخوں میں تغیر پذیری کی بلند سطح کی عکاسی روپے امریکی ڈالر کی مساوات سے ہوتی ہے جو 2008ء میں 61.83 سے 83.46 تک رہی جبکہ کے ایس ای 1100 اشاریہ میں تغیر پذیری 15,676 تا 5,856 پوائنٹس تک رہی۔



2008ء کے دوران خطرہ قرضہ کی بلند سطح کے پیش نظر بینکاری نظام کے قرضہ جزدان کے تجزیے سے سال کے دوران اثنا شش جاتی معیار کے اظہاریوں میں حرکت پذیری کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد ملے گی۔ بینکوں کے آڈٹ شدہ مالی اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے

کہ بینکاری شعبے کے قرضہ جزدان میں 2008ء کے دوران 18.4 فیصد نمو ہوئی ہے جبکہ یہ گذشتہ برس 12.6 فیصد تھی۔ معاشی سرگرمیوں میں سست روی کو مد نظر رکھتے ہوئے قرضہ جزدان میں قدرے مضبوط نمو ظاہر مالیت کے لحاظ سے حیران کن معلوم ہوتی ہے۔ اس کی مضبوط نمو میں متعدد عوامل نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ اول، گرانی بلحاظ تھوک اشاریہ قیمت میں 25 فیصد سے زائد اضافہ ظاہر کرتا ہے کہ کاروباری برادری کو اپنی سرگرمیاں 2007ء کی سطح پر برقرار رکھنے کے لیے اضافی رقوم درکار تھیں۔ اس کی عکاسی 2008ء کے دوران کارپوریٹ شعبے کو جاری سرمائے کے قرضوں میں 41.7 فیصد اضافے سے بھی ہوتی ہے جبکہ گذشتہ برس ان میں 15.6 فیصد نمو ہوئی تھی۔ دوم، 20 فیصد سے زائد گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت نے حقیقی شرح قرضہ گاری کو حقیقی حدود میں داخل کر دیا اور اس کے نتیجے میں بینکوں کے قرضوں کی طلب بڑھ گئی۔ 2008ء کے دوران معین سرمایہ کاری قرضوں میں 26.4 فیصد کی سال بسال نمو اور 2007ء میں 19 فیصد اضافے سے بھی اس دعوے کو

جدول 4.2: قرضہ گیریوں کے لحاظ سے قرضوں کی درجہ بندی

ارب روپے		
سال بسال نمو	سال 07ء	سال 08ء
حکومت	-17.1	150.5
غیر مالی سرکاری انٹر پرائزز	29.4	186.9
نجی شعبہ	14.5	2,240.8
اوڈیو ایسیاسی سازی	12.6	1,299.4
تمام دیگر	13.4	478.3

ماخذ: شماراتی بیٹن، بینک دولت پاکستان

تقویت ملتی ہے۔ سوم، گردشی قرضوں کے بڑھنے کی وجہ سے غیر مالی سرکاری شعبے کی انٹر پرائزز کے قرضوں کی طلب میں اضافہ ہو گیا۔ سب سے آخر میں اجناس کی سرگرمیوں کے لیے حکومت کی ماکاری ضروریات (فصلوں کی خریداری اور بلند نرخوں کے باعث) کی طلب میں اضافے نے بھی بینکوں کے قرضہ جاتی جزدان کی نمو میں کردار ادا کیا۔

ان عوامل کے اثرات کی عکاسی قرضہ گیریوں کے لحاظ سے قرضوں کی درجہ بندی سے بھی ہوتی ہے (دیکھئے جدول 4.2)

جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سال کے دوران اجناس کی سرگرمیوں کے لیے حکومت کے قرضے دگے ہو گئے جبکہ غیر مالی سرکاری انٹر پرائزز کے لیے بینکوں کے قرضوں

میں 49 فیصد اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ اس کی اہم وجہ کاروباری اداروں کے مابین قابل وصولی رقوم کا بڑھنا ہے۔ حکومت کی بھاری قرض گیری کے باعث نجی شعبے کے لیے فنڈز کی دستیابی میں کمی واقع ہوئی۔

جدول 4.3: قرضوں کی بڑوار تقسیم مجموعی قرضوں میں فیصد حصہ					
دسمبر 08ء	ستمبر 08ء	جون 08ء	مارچ 08ء	دسمبر 07ء	
63.2	63.6	60.2	56.4	56.3	کارپوریٹ شعبہ
11.7	11.7	13.3	17.4	16.2	ایس ایم ایز
4.9	5.1	5.0	5.1	5.6	زراعت
10.4	11.1	12.2	12.5	13.8	صارفنی مالکاری
7.4	6.1	6.9	6.2	5.5	اجناس کی مالکاری
2.0	2.0	1.9	1.8	1.9	اسٹاف قرضہ جات
0.4	0.4	0.5	0.6	0.8	دیگر

ماخذ: بی ایس ڈی، بینک دولت پاکستان

اہم اجزاء کے لحاظ سے بینکوں کے قرضوں کی درجہ بندی سے ظاہر ہوتا ہے کہ کارپوریٹ شعبے کے قرضوں میں 32.6 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ مجموعی قرضوں میں اس شعبے کا حصہ 2007ء کے 56.3 فیصد سے بڑھ کر آخر 2008ء تک 63.2 فیصد تک پہنچ گیا ہے (دیکھئے جدول 4.3)۔ اس خاطر خواہ اضافے کا اہم سبب پی ایس ایز کو دیے جانے والے قرضوں میں خاصا اضافہ تھا۔ ان قرضوں کی درجہ بندی کارپوریٹ اور بڑے نجی کاروباری شعبے کے قرضوں میں کی جاتی ہے۔ دوسری جانب، ایس ایم ایز کے قرضوں میں 14.2 فیصد کی سال بسال کمی آئی ہے۔ واجب الادا صارفنی مالکاری قرضوں میں بھی 2008ء کے دوران 10.4

فیصد کمی آئی ہے۔ نمونہ کی شرحوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ (1) بڑے کاروبار (کارپوریٹ شعبہ) منڈی کے نرخوں میں اضافے کے باوجود بینکوں سے قرض گیری میں کامیاب رہے (2) معاشی سست روی نے ایس ایم ایز اور صارفنی شعبوں کو بری طرح متاثر کیا ہے۔

مجموعی قرضوں میں مختلف اجزاء کی صورتحال ماحول کار کی عکاس ہے کیونکہ معاشی سست روی اور زری سخت گیری بڑے کاروباری اداروں کی نسبت چھوٹے کاروباروں (ایس ایم ایز) کو زیادہ متاثر کرتی ہے۔ قرض گاری کی شرحوں میں اضافے اور گرانی کی وجہ سے قوت خرید کے خاتمے نے صارفین کو اپنے اخراجات اور قرضوں کی ضروریات کو محدود کرنے پر مجبور کیا۔ بینکوں نے بھی امانتوں کی سست نمونے کے باعث سیالیت میں کمی کے پیش نظر اپنی قرض گاری کی ترجیحات میں تبدیلی کر لی اور کارپوریٹ شعبے خصوصاً حکومت و پی ایس ایز، جس میں عموماً کم کیپٹل چارج ہوتا ہے، کو قرضے دینے کے حوالے سے رویہ بدلا۔ اس طرح طلب و رسد کے عوامل نے ایس ایم ای اور صارفنی شعبوں کے قرضوں کو کم کرنے میں کردار ادا کیا ہے۔

دوسری جانب، سال کے دوران زری شعبے کے قرضوں میں صرف 3.1 فیصد نمونہ ہوئی ہے۔ زری شعبے کی عمدہ کارکردگی کے باوجود قرضوں کی نمونے سست روی سے ظاہر ہوتا ہے کہ بینک زری شعبے کو مالکاری کی فراہمی میں ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ زری شعبے میں انفیکشن تناسب کی بلند سطح کے باعث تاریخی طور پر اسے پُرخطر سمجھا جاتا ہے۔

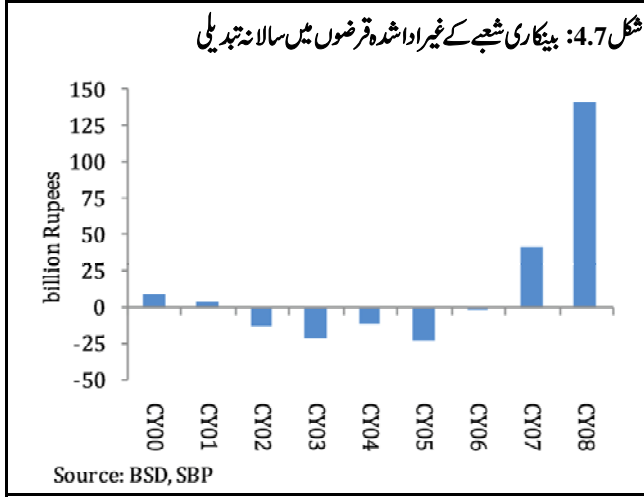
قرض گیریوں اور اجزاء کے لحاظ سے قرضوں کی درجہ بندی میں ہونے والی تبدیلیاں معاشی سست روی کے دور میں انتظام خطر کے متعلق بینکوں کے عام طرز فکر سے ہم آہنگ ہیں کیونکہ مشکل حالات میں بینک قرضوں کے خطرات کو کم کرنے کے لیے مضبوط فریقوں سے لین دین کو ترجیح دیتے ہیں۔ مجموعی قرضہ جزدان میں ہونے والی تبدیلیوں نے بینکاری نظام میں قرضوں کے ارتکاز کے خطرے کو بڑھا دیا ہے۔ کھاتوں کے لحاظ سے قرضوں کی درجہ بندی سے ظاہر ہوتا ہے کہ 10 ملین روپے (یا

جدول 4.4: حجم کے لحاظ سے قرضوں کی تقسیم فیصد حصہ					
08ء		07ء			
رقم	کھاتے	رقم	کھاتے		
0.1	70.3	6.2	65.9	قرضے کا حجم (ملین روپے)	
1	96.9	19.0	97.0	1 ملین روپے تک	
10	99.5	32.3	99.5	10 ملین روپے تک	
10	0.5	67.7	0.5	10 ملین روپے سے زائد	

ماخذ: اسٹیٹ بینک کا حساب کتاب

اس سے زائد) کا قرض لینے والے 0.5 فیصد قرض گیریوں کا 2008ء کے واجب الادا قرضوں میں حصہ 71.7 فیصد جبکہ 2007ء میں یہ 67.7 فیصد تھا (دیکھئے جدول 4.4)۔ اس زمرے کے اوسط قرضے کا حجم بھی 2007ء کے 68.6 ملین روپے سے بڑھ کر 2008ء میں 77.6 ملین روپے ہو گیا ہے۔ دوسری جانب، 10 ملین روپے (یا اس سے کم) کے 96.9 فیصد قرض گیریوں کا بینکاری شعبے کے مجموعی قرضوں میں حصہ صرف 15.6 فیصد بنتا ہے۔

قرضوں کی شعبوں کے لحاظ سے تقسیم بھی خطرہ قرض کے ارتکاز کو اجاگر کرتی ہے کیونکہ بینکوں کے قرضہ جزدان میں ٹیکسٹائل شعبے کے قرضوں کا حصہ 19.5 فیصد بنتا ہے۔ اس لیے ان قرضوں کے انفیکشن تناسب کی بلند سطح اور بڑے قرض گیروں کی چھوٹی تعداد قرضوں کے ارتکاز کے خطرے میں اضافے کو ظاہر کرتی ہے۔



اثاثہ جاتی معیار کے اہم اظہار یہ غیر ادا شدہ قرضوں میں 2008ء کے دوران 64.8 فیصد اضافہ ہوا اور یہ بڑھ کر 359.3 ارب روپے تک پہنچ گئے ہیں۔ یہ سال 97ء کے بعد سے غیر ادا شدہ قرضوں میں ہونے والا سب سے زیادہ اضافہ ہے (دیکھئے شکل 4.7)۔ 2008ء کے دوران 40 میں سے 36 بینکوں کے غیر ادا شدہ قرضوں میں اضافہ ہوا ہے۔ باقی رہ جانے والے چار بینکوں میں سے 3 تخصیصی بینک ہیں جن کی قرض کی سہولتیں معطل ہیں کیونکہ ان میں بیشتر بینکوں کی تشکیل نو ہو رہی ہے۔

غیر ادا شدہ قرضوں اور معاشی سرگرمیوں میں مضبوط ارتباط کو مد نظر رکھتے ہوئے غیر ادا شدہ قرضوں میں اضافے کے ایک اہم حصے

کی نوعیت گردش ہے کیونکہ مالی سال 08ء اور 09ء میں حقیقی جی ڈی پی کی نمو میں کمی نے آمدنی پر مبنی اثرات مرتب کیے ہیں اور اوسط قرض گیر کی قرضے واپس کرنے کی صلاحیت کو کم کر دیا ہے۔ غیر ادا شدہ قرضوں کی مختلف زمروں میں درجہ بندی سے اس رائے کی توثیق ہوتی ہے کیونکہ 2008ء کے دوران غیر ادا شدہ قرضوں میں ہونے والا 62.4 فیصد اضافہ اس کے ابتدائی زمروں (اواے ای ایم، خراب معیار و مشکوک) میں ہوا ہے جو سال کے دوران نئے غیر ادا شدہ قرضوں کو ظاہر کرتا ہے۔ تاہم بینکاری شعبے کی ساختی کمزوریوں کا متاثرہ قرضوں میں اضافے پر اثر خارج از امکان قرار نہیں دیا جاسکتا۔ حالیہ برسوں (2003ء تا 2007ء) کے دوران بینکاری شعبے کی جانب سے قرضوں میں جارحانہ توسیع کے باعث غیر ادا شدہ قرضوں میں اضافے کی توقع کی جا رہی تھی۔

بینکاری شعبے کے غیر ادا شدہ قرضوں اور قرضوں کا تناسب بھی آخر 2008ء تک بڑھ کر 10.5 فیصد تک پہنچ گیا ہے جبکہ یہ 2007ء میں 7.6 فیصد تھا۔ اس اضافے میں بینکوں کی بڑی تعداد کا حصہ ہے۔ خصوصاً بینکاری شعبے کے اثاثوں میں 89.7 فیصد حصے کے مالک 40 میں سے 31 بینکوں کے غیر ادا شدہ قرضوں اور قرضوں کے تناسب میں 2008ء کے دوران اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ اس تناسب کی بنیاد پر بینکوں کی تقسیم سے ظاہر ہوتا ہے کہ تناسب کی دو ہندسی قدر کے حامل بینکوں کی تعداد 2007ء میں 10 تھی جو 2008ء میں بڑھ کر 17 ہو گئی ہے۔ 9 بینکوں میں یہ تناسب 20 فیصد سے زائد ہے (دیکھئے جدول 4.5)۔ پانچ بڑے بینکوں کے غیر ادا شدہ

جدول 4.5: غیر ادا شدہ قرضوں اور قرضوں کے تناسب کے لحاظ سے بینکوں کی تقسیم

2008ء	2007ء	2006ء	
10.5	7.6	6.9	غیر ادا شدہ قرضوں اور قرضوں کا تناسب
بینکوں کی تعداد			
15	13	12	اوسط <
25	26	27	اوسط <
13	20	21	< 5.0
10	9	10	5 < 10
5	2	2	10 < 15
3	3	0	15 < 20
9	5	6	> 20.0

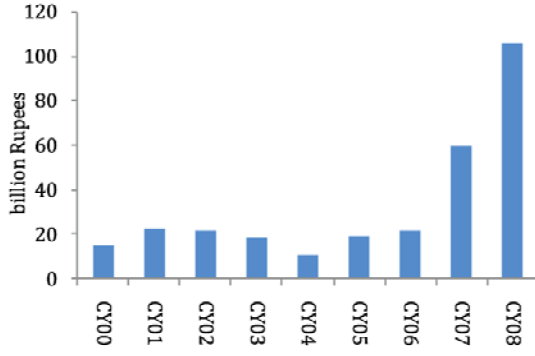
ماخذ: اسٹیٹ بینک کا حساب کتاب

قرضوں اور قرضوں کا تناسب 6.2 فیصد سے 12.3 فیصد کے درمیان اور غیر ملکی بینکوں میں 0 اور 11.5 فیصد تک رہا ہے۔

غیر ادا شدہ قرضوں کے حجم میں اضافے کی وجوہات سے قطع نظر انفیکشن تناسب کے بینکوں کی مجموعی کارکردگی پر خاصے اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ بینکاری شعبے کو 2008ء کے دوران غیر ادا شدہ قرضوں اور براہ راست معاف کیے جانے والے خراب قرضوں پر تمویں کے باعث 105.9 ارب روپے کے قرضہ جاتی نقصان کے اخراجات برداشت کرنے پڑے ہیں (دیکھئے شکل 4.8)۔ ان اخراجات نے 2008ء کے دوران بینکوں کی نفع یابی کا خاتمہ کر دیا تھا۔ غیر ادا شدہ قرضوں کا تفصیلی جائزہ

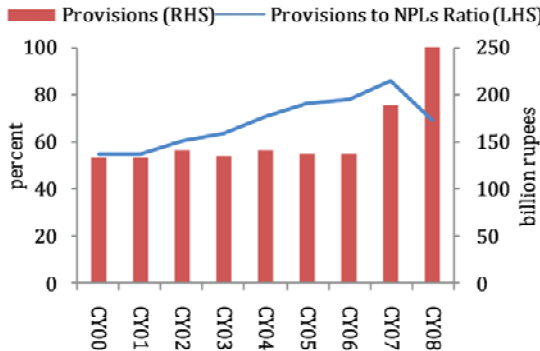
2009ء میں تمویں کے مزید اخراجات کو ظاہر کرتا ہے کیونکہ غیر ادا شدہ قرضوں میں سے 44 فیصد اواے ای ایم (خراب معیار اور مشکوک) کے جزوی زمروں میں شامل ہیں۔ تمویں اور غیر ادا شدہ قرضوں کا (کورج) تناسب جو 2007ء میں 86.1 فیصد تھا 2008ء میں کم ہو کر 69.6 فیصد پر آ گیا ہے (دیکھئے شکل 4.9)۔ اثاثوں

شکل 4.8: تمویں وبراہ راست معاف کردہ خراب قرضے



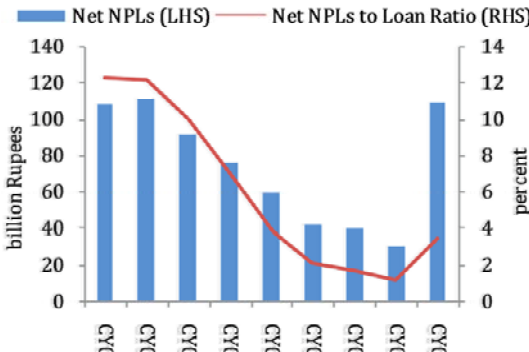
Source: BSD, SBP

شکل 4.9: غیر ادا شدہ قرضوں پر تمویں



Source: BSD, SBP

شکل 4.10: خالص غیر ادا شدہ قرضوں کے رجحانات



Source: BSD, SBP

جدول 4.6: غیر ادا شدہ قرضوں اور قرضوں کا جزو دار تناسب (فیصد)

Year	2008	2007	2006	2005
کارپوریٹ	8.9	7.2	6.5	7.2
ایس ایم ای	15.8	9.4	8.8	11.9
زراعت	15.8	18.7	20.8	31.2
صارفین	6.9	4.4	2.2	1.9
اجناسی مالکاری	1.4	1.0	0.6	1.2
مجموعی	10.5	7.6	6.9	8.3

ماخذ: بی ایس ڈی، بینک دولت پاکستان

میں 6.2 فیصد حصہ رکھنے والے 40 میں سے 7 بینکوں کے کورٹیج کا تناسب 50 فیصد سے کم ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان بینکوں کی آمدنی 2009ء میں مشکلات سے دوچار رہے گی اور یہ رجحان اس وقت تک برقرار رہ سکتا ہے جب تک معاشی صورتحال میں بہتری نہیں آجاتی۔

خالص غیر ادا شدہ قرضے اتنا اضافہ جاتی معیار کا ایک اور اہم اظہار یہ ہیں۔ خالص غیر ادا شدہ قرضوں کی رقم 2008ء میں بڑھ کر 109.3 ارب روپے تک پہنچ گئی جبکہ گذشتہ برس یہ 30.4 ارب روپے تھیں (دیکھئے شکل 4.10)۔ خالص غیر ادا شدہ قرضوں میں تین گنا اضافہ سال کے دوران نئے غیر ادا شدہ قرضوں اور مستقبل میں تمویں کے اخراجات کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کے نتیجے میں خالص غیر ادا شدہ قرضوں اور قرضوں کے تناسب میں بھی بگاڑ آیا ہے اور یہ 230 پیس پوائنٹس اضافے کے ساتھ بڑھ کر آخر 2008ء میں 3.4 فیصد تک پہنچ گیا ہے۔

اثاثہ جاتی معیار کے تمام اظہاریوں میں بگاڑ اور ارتکاز کے خطرے میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے تاہم غیر ادا شدہ قرضوں کا جزو دار جائزہ ظاہر کرتا ہے کہ زرعی شعبے کو قرضوں کی فراہمی بینکاری شعبے کے لیے ایک پرخطر منصوبہ ثابت ہوئی ہے۔ حالیہ برسوں میں زرعی شعبے کے غیر ادا شدہ قرضوں اور قرضوں کے تناسب میں مسلسل کمی کے باوجود 10.5 فیصد کے مجموعی انفیکشن تناسب کے مقابلے میں اس کی سطح ابھی تک خاصی بلند ہے (دیکھئے جدول 4.6)۔ اس شعبے کو قرضوں کی فراہمی میں بینکوں کی ہچکچاہٹ کی عکاسی مثبت نمونے کے باوجود زرعی قرضوں کی توسیع میں سست روی سے ہوتی ہے جو مجموعی خطرہ قرض میں کمی کی کوششوں کو ظاہر کرتی ہے۔ اجناس کی مالکاری کے انفیکشن تناسب کی پست سطح کو مد نظر رکھتے ہوئے 2008ء کے دوران اجناس کی سرگرمیوں کے لیے قرضوں میں خاصی توسیع خطرہ قرض کو کم کرنے کے حوالے سے خوش آئند ہے۔

خطرہ قرض کے لحاظ سے زرعی شعبے کے بعد ایس ایم ایز کے شعبے کا نمبر آتا ہے۔ آخر 2008ء تک ایس ایم ایز کے انفیکشن تناسب میں بگاڑ دیکھا گیا ہے اور یہ 15.8 فیصد تک پہنچ گیا ہے جبکہ 2007ء میں یہ 9.4 فیصد پر تھا (دیکھئے جدول 4.6)۔ یہ اضافہ باعث حیرت نہیں ہے کیونکہ معاشی سست روی عام طور پر بڑی کارپوریٹوں کے مقابلے میں ایس ایم ایز کو زیادہ متاثر

کرتی ہے۔ اگرچہ بینک ایس ایم ایز کو قرضوں کی فراہمی میں کمی کر کے اس شعبے میں اکتشاف کو کم کر سکتے ہیں لیکن ایسے رجحانات سے ایس ایم ایز کی مالی مشکلات بڑھ سکتی ہیں اور یہ اقدام بینکاری شعبے کے خطرہ قرض پر منفی اثرات مرتب کر سکتا ہے۔ اگرچہ ایس ایم ایز جیسے پرخطر شعبوں کو قرضوں کی فراہمی میں کمی کی حکمت عملی ایک بینک کے نقطہ نظر سے درست ثابت ہو سکتی ہے لیکن اس کے نتیجے میں پورے بینکاری شعبے کے لیے خطرات بڑھ جائیں گے کیونکہ قرضوں کی عدم دستیابی کی وجہ سے مالی طور پر کمزور کچھ ایس ایم ایز نا دہنگی پر مجبور ہو جائیں گی۔

آخر 2008ء تک صارفی مالکاری کے غیر ادا شدہ قرضوں اور قرضوں کے تناسب میں 6.9 فیصد اضافہ دیکھنے میں آیا ہے جبکہ گذشتہ برس یہ 4.4 فیصد کی سطح پر تھا۔ حالیہ برسوں کے دوران صارفی مالکاری کے قرضوں میں جارحانہ توسیع کے باعث اس جز کے غیر ادا شدہ قرضوں میں اضافہ متوقع تھا اور یہ بینکاری شعبے کے لیے یہ ایک نیا تجربہ تھا۔ اگرچہ طلب و رسد کے عوامل کی وجہ سے اس جز کے واجب الادا اکتشاف میں 10.6 فیصد کی سال بسال کمی ہوئی ہے لیکن بینکوں کو اس شعبے میں دستیاب مواقع سے بھرپور استفادے کے لیے اپنی قرض گاری کی حکمت عملیوں کا دوبارہ جائزہ لینے اور قرضہ جاتی جانچ کی مہارت کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ معاشی سرگرمیوں میں گھریلو شعبے کے حصے کو مد نظر رکھتے ہوئے بینکاری شعبے کے مجموعی قرضوں میں صارفی قرضوں کا 10.4 فیصد حصہ ظاہر کرتا ہے کہ اس میں وسعت کے مزید امکانات موجود ہیں لیکن یہ عمل قابل قبول اور محتاط حد میں رہتے ہوئے کیا جانا چاہیے۔

دوسری جانب، کارپوریٹ شعبے کے غیر ادا شدہ قرضوں اور قرضوں کا تناسب 2008ء میں 1.7 فیصدی درجے اضافے کے ساتھ بڑھ کر 8.9 فیصد تک پہنچ گیا ہے (دیکھئے جدول 4.6)۔ اس اضافے کے باوجود دیگر اجزائے مقابلے میں کارپوریٹ شعبے کے مجموعی انکیشن تناسب کی سطح کم ہے۔ اس طرح کارپوریٹ شعبہ ایس ایم ای، زراعت اور صارفی شعبوں کے مقابلے میں کم خطرات کا حامل ہے۔ اس سے قطع نظر کارپوریٹ شعبے کے اکتشاف کی کڑی نگرانی کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ قرضوں کے اوسط حجم اور مجموعی قرضوں میں تناسب کے لحاظ سے اس کی سطح بلند ہے اور یہ نفسی خطرات کو جنم دینے کا باعث بن سکتا ہے۔

کارپوریٹ شعبے کے مجموعی تناسب کے باعث اس کے بعض دیگر ذیلی شعبوں کی معلومات کو نظر انداز کرنا درست نہیں ہوگا۔ غیر ادا شدہ قرضوں اور قرضوں کے تناسب کی شعبہ جاتی تقسیم سے ظاہر ہوتا ہے کہ اہم کاروباروں میں ٹیکسٹائل کا شعبہ سب سے زیادہ پرخطر ہے۔ آخر 2008ء تک اس کے غیر ادا شدہ قرضوں اور قرضوں کا

شکل 4.7: آخر سال 2008ء تک شعبوں کا انکیشن تناسب فیصد		
غیر ادا شدہ قرضوں اور قرضوں کا تناسب	قرضوں میں حصہ	
7.7	3.5	ٹیکسٹائل و دودا سازی
8.9	4.5	زرعی کاروبار
14.6	19.5	ٹیکسٹائل
6.6	2.6	سینٹ
9.1	1.9	شکر
8.6	0.7	جوئے اور چمڑے کے ملبوسات
7.5	2.3	گاڑیاں اور نقل و حمل
5.4	1.8	مالی
0.0	0.1	بیرہ
3.4	9.9	ایئر ٹرانک و توانائی کی ترسیل
8.6	39.4	دیگر

تناسب 14.6 فیصد تھا جو کہ دیگر اہم ذیلی شعبوں کے مقابلے میں سب سے زیادہ ہے (دیکھئے جدول 4.7)۔ اگرچہ چینی کے شعبے میں انکیشن تناسب 9.1 فیصد کی بلند سطح پر ہے تاہم مجموعی قرضوں میں اس کا حصہ صرف 1.9 فیصد ہے۔ اس طرح اس شعبے میں ارتکاز کا خطرہ زیادہ نہیں ہے۔

اثاثہ جاتی معیار کے اظہار یوں کا تفصیلی تجزیہ اور قرضہ جاتی جزدان کی درجہ بندی، قرضوں اور ارتکاز دونوں کے خطرات میں اضافے کو ظاہر کرتی ہے۔ سال کے دوران اثاثہ جاتی معیار کے تمام اظہار یوں میں بگاڑ دیکھنے میں آیا ہے۔ 2008ء کے دوران غیر ادا شدہ قرضوں میں خاصے اضافے کے اثرات 2009ء اور اس کے بعد بینکوں کی مالی کارکردگی کو متاثر کر سکتے ہیں۔ چند بڑے قرض گیروں، کارپوریٹ شعبے کے

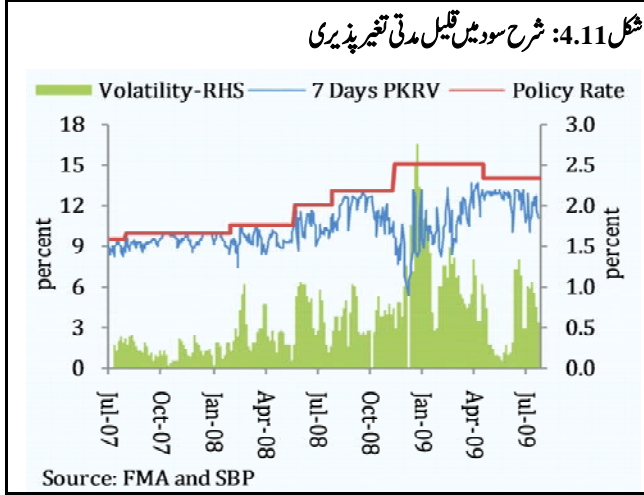
اکتشاف (اور مالکاری آپشنز کے تنوع میں کمی) اور قرضوں کے شعبہ جاتی ارتکاز (جیسے ٹیکسٹائل میں) دونوں کے بینکاری شعبے کے مجموعی خاکہ خطرہ پر خاصے اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔

4.3.2 خطرہ بازار

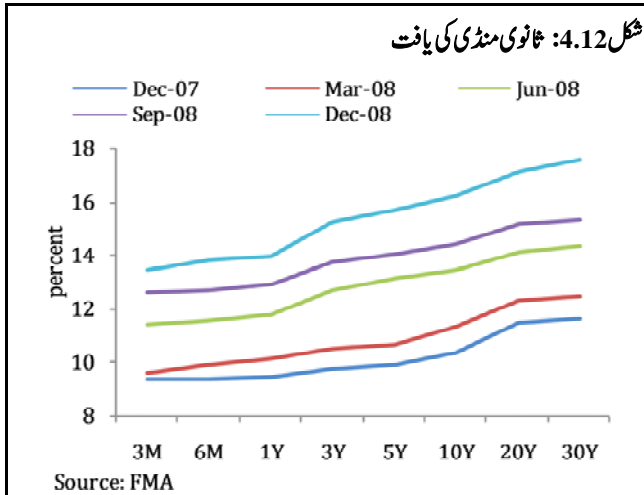
2008ء کے دوران عالمی و ملکی مالی منڈیوں میں تغیر پذیری کی بلند سطح نے بینکوں کے خطرہ بازار کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ تاہم خطرہ بازار کے بعض

اکتشافات کے متعلق اسٹیٹ بینک کے تحت محتاطیہ ضوابط کو مد نظر رکھتے ہوئے بینکوں کی مالی کارکردگی پر اس کے زیادہ اثرات مرتب نہیں ہوں گے۔ خطرہ بازار کے تین اہم اجزا بشمول خطرہ شرح سود، خطرہ شرح مبادلہ اور خطرہ ایکویٹی زرخ کے براہ راست اثرات کا تجزیہ ذیل میں دیا گیا ہے۔

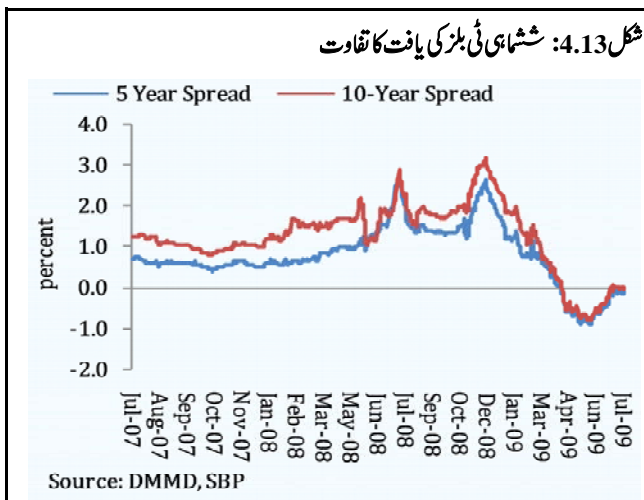
خطرہ شرح سود: پاکستان میں بینکوں کے لیے خطرہ شرح سود کو سب سے اہم خطرہ سمجھا جاتا ہے کیونکہ ان کی سرمایہ کاریوں کا 70.6 فیصد حصہ معین آمدنی کے حامل حکومتی وثیقہ جات پر مشتمل ہے۔ واجبات کے لحاظ سے بینکوں کی 34.8 فیصد امانتوں کی درجہ بندی معین امانتوں میں کی جاتی ہے اور ان کی پی ایل ایس نوعیت کے باعث بینکوں کو فنڈز کی لاگت کا انتظام کرنے میں آسانی رہتی ہے۔



2008ء کے دوران قلیل مدتی شرح سود میں خاصا اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ سال میں اسٹیٹ بینک کے پالیسی ریٹ میں چار مرتبہ مجموعی طور پر 500 پیس پوائنٹس کا اضافہ ہوا اور یہ بڑھ کر 15 فیصد تک پہنچ گیا۔ قلیل مدتی باز قدر پیمائی اور تغیر پذیری میں اضافے (سات روزہ معیاری انحراف کے مطابق) کی عکاسی شکل 4.11 سے ہوتی ہے۔ قلیل مدتی شرح ہائے سود پر اثر انداز ہونے کے علاوہ پالیسی ریٹ میں اضافے نے حکومتی وثیقہ جات کی ثانوی منڈی کی یافت کو بھی متاثر کیا ہے۔ جیسا کہ شکل 4.12

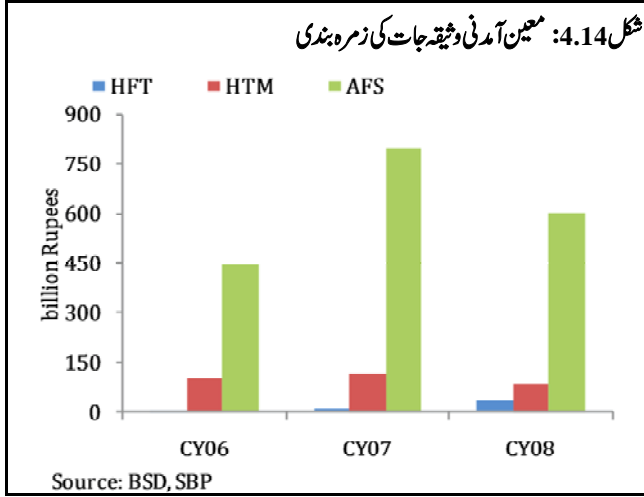


میں دکھایا گیا ہے کہ حکومت کے تمام اقسام کے وثیقہ جات پر یافتوں میں اضافہ ہوا ہے، تاہم خط یافت میں تبدیلی متوازی نہیں ہے۔ خط یافت کے جھکاؤ سے ظاہر ہوتا ہے کہ سال کے دوران میعاد پر بیمہ میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ خصوصاً، دس سالہ پی آئی بیز اور ششماہی ٹی بلز کے مابین ثانوی منڈی کی یافت کا تفاوت دسمبر 08ء تک بڑھ کر 3.2 فیصدی درجے تک پہنچ گیا (دیکھئے شکل 4.13) جو 2007ء کی دوسری ششماہی میں 1.3 فیصدی درجے تھا۔ اس اضافے کی اہم وجوہات میں نومبر 08ء میں اسٹیٹ بینک کی جانب سے پالیسی ریٹ میں 200 پیس پوائنٹس کا اضافہ، ستمبر اور اکتوبر میں سیالیٹ کی قلت اور آئی ایم ایف کے ساتھ اسٹیٹ بانی آر بیجنٹ (ایس بی اے) پر دستخط سے قبل ملک کی مالیاتی صورتحال اور توازن ادائیگی میں بگاڑ شامل ہیں۔



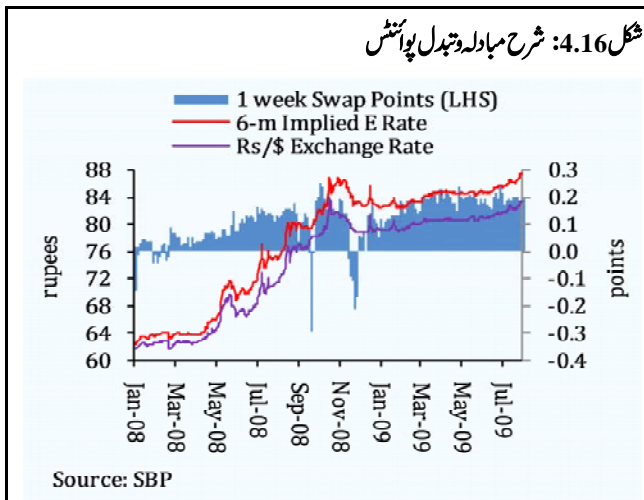
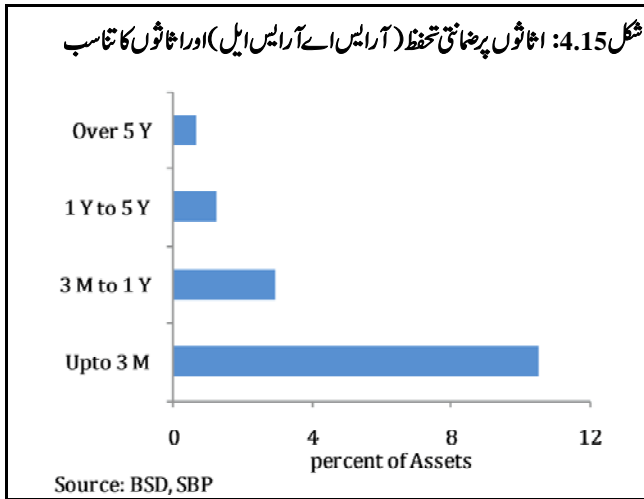
ان وجوہات سے قطع نظر شرح ہائے سود میں اضافہ خطرہ باز قدر پیمائی کا ذریعہ ہوتا ہے جبکہ خط یافت میں تبدیلی کے ساتھ ساتھ اس کے اتار کا جھکاؤ خطرہ خط یافت کو جنم دیتا ہے۔ ان خطرات کے بینکوں کی مالی کارکردگی پر اثرات کا انحصار ان کی معین آمدنی سرمایہ کاریوں کی وسعت اور نوعیت پر ہوتا ہے۔ سرمایہ کاری جزدان کے اجزائے ترکیبی سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجموعی سرمایہ کاری میں معین آمدنی حکومتی وثیقہ جات (پی آئی بیز اور ٹی بلز) کا حصہ 2007ء کے 71.5 فیصد سے کم ہو کر 2008ء میں 66.3 فیصد رہ گیا ہے۔ معین آمدنی حکومتی وثیقہ جات کی درجہ بندی محفوظ تا

عرصیت اور دستیاب برائے فروخت کے زمروں میں کی گئی ہے (دیکھئے شکل 4.14)۔ اس درجہ بندی سے واضح ہوتا ہے کہ بینکوں کے آمدنی گوشواروں پر ان وثیقہ جات میں کسی بھی باز قدر پیمائی کا اثر کم از کم سطح پر ہوگا (2008ء کے لیے) کیونکہ سرمایہ کاریوں کے صرف ایک چھوٹے حصے کی درجہ بندی محفوظ برائے تجارت کے زمرے میں کی گئی ہے۔ تاہم، دستیاب برائے فروخت کے زمرے میں شامل وثیقہ جات کی باز قدر پیمائی کے اثرات کو وثیقہ جات کے کھاتے کی باز قدر پیمائی پر فاضل / خسارے میں ظاہر کیا جاتا ہے اور اسے بینک کے سرمائے پر چارج کیا جاتا ہے۔ دستیاب برائے فروخت کے زمرے میں وثیقہ جات کے بلند تناسب کو مد نظر رکھتے ہوئے 2008ء کے دوران بینکاری شعبے کو وفاقی حکومت کے وثیقہ جات پر سرمایہ کاریوں میں 18 ارب روپے کا باز قدر پیمائی خسارہ اٹھانا پڑا جو 2007ء کے باز



قدر پیمائی نقصانات سے 6.8 گنا زیادہ ہے۔ تاہم 2009ء میں زری پالیسی میں تبدیلی اور شرح سود کی سمت میں مراجعت کے باعث اس صورتحال کے بدلنے کا امکان ہے۔

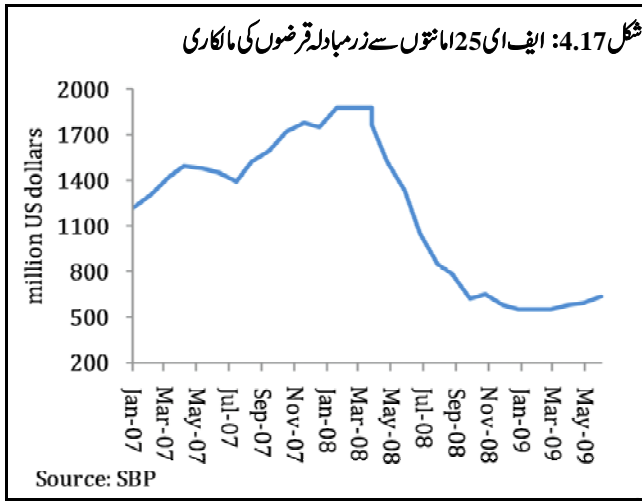
سرمایہ کاریوں کی درجہ بندی سے باز قدر پیمائی کے فاضل خساروں کی وسعت کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے جبکہ شرح ہائے سود میں تغیر پذیری کے بینک کی مالی صورتحال پر اثرات کا انحصار حساس نرخ اثاثوں اور حساس نرخ واجبات کے مابین فرق پر ہوتا ہے۔ گرتی ہوئی شرح سود کے دور میں مثبت فرق بینکاری شعبے کے لیے نقصان دہ ہوتا ہے کیونکہ بینکوں کے حساس نرخ اثاثے (جن کا پست شرح سود پر تعین نرخ کیا جاتا ہے) عام طور پر حساس نرخ واجبات سے بڑھ جاتے ہیں۔ بینکوں میں معین عرصیت کے حامل اثاثوں کی طلبی واجبات سے فنڈنگ کے رجحان کو مد نظر رکھتے ہوئے اثاثوں پر ضمانتی تحفظ کی موجودگی ناگزیر ہے۔ تجربے سے پتہ چلتا ہے کہ اثاثوں پر ضمانتی تحفظ مجموعی اثاثوں کے +/- 10 کی حد میں ہوتو اسے بینکاری شعبے کے لیے مناسب خیال کیا جاتا ہے۔ بینکاری شعبے کے ایک کے سوا تمام زمروں کے اثاثوں پر ضمانتی تحفظ +/- 10 کی مناسب حدود میں ہے (دیکھئے شکل 4.15)۔ سہ ماہی بنیادوں پر اثاثوں پر ضمانتی تحفظ آخر 2008ء کے لیے 10.5 فیصد کی مناسب حد میں ہے۔ اس لیے مجموعی طور پر بینکاری شعبہ تعین نرخ کے خطرے کا بہتر انتظام کر رہا ہے۔



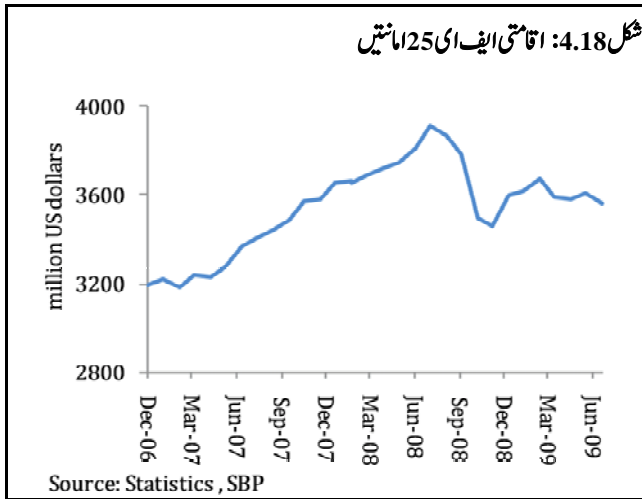
خطرة شرح مبادلہ: منڈی کے خطرے کا ایک اور اہم جز کرنسی یا خطرہ شرح مبادلہ ہے جو شرح مبادلہ میں تغیر پذیری کے باعث بینکوں کے زرمبادلہ اثاثوں اور واجبات کی قدر میں تبدیلی سے پیدا ہوتا ہے۔ 2006ء سے جاری حسابات کے خسارے میں مسلسل کمی کے سبب امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں مسلسل کمی آرہی ہے۔ اس تخفیف کی رفتار میں تیزی 2008ء میں آئی جس کی عکاسی شرح مبادلہ اور تبدل پوائنٹس کے رجحانات سے ہوتی ہے (دیکھئے شکل 4.16)۔ ماہانہ اوسط شرح مبادلہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ 2008ء کے دوران امریکی ڈالر کے

مقابلے میں روپے کی قدر میں 22.6 فیصد کمی آئی ہے جس میں سے 14.8 فیصد سال کے دوسرے نصف حصے میں ہوئی۔ اس میں استحکام آئی ایم ایف کے ساتھ اسٹینڈ بائی اریجمنٹ کے بعد دیکھنے میں آیا، جس سے زرمبادلہ کے ذخائر میں نمایاں کمی کو روکنے اور ادائیگیوں کے توازن میں بگاڑ کو دور کرنے میں مدد ملی۔

شرح مبادلہ میں تغیر پذیری کے علاوہ خطرہ کرنسی کے انتظام کا انحصار بینکاری شعبے کے زرمبادلہ اثاثوں اور واجبات کی رقوم پر ہوتا ہے۔ اثاثوں کے حوالے سے 2008ء کے ابتدائی دو مہینوں کے علاوہ ایف ای 25 امانتوں پر زرمبادلہ قرضوں میں مسلسل کمی دیکھی گئی (دیکھئے شکل 4.17)۔ 2008ء کی دوسری ششماہی میں تخفیف کی سطح زیادہ بلند تھی کیونکہ پاکستانی روپے کی قدر کے تیزی سے گرنے کی وجہ سے غیر ملکی کرنسی میں قرض گیری کی موثر لاگت بڑھ گئی تھی۔ خصوصاً، آخر 2008ء تک بیرونی کرنسی کے قرضے صرف 591 ملین ڈالر رہ گئے جو سال کے آغاز پر 1.9 ارب ڈالر تھے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بینکاری شعبے کے غیر ملکی قرضوں میں اکتشاف کی سطح بہت زیادہ بلند نہیں ہے۔

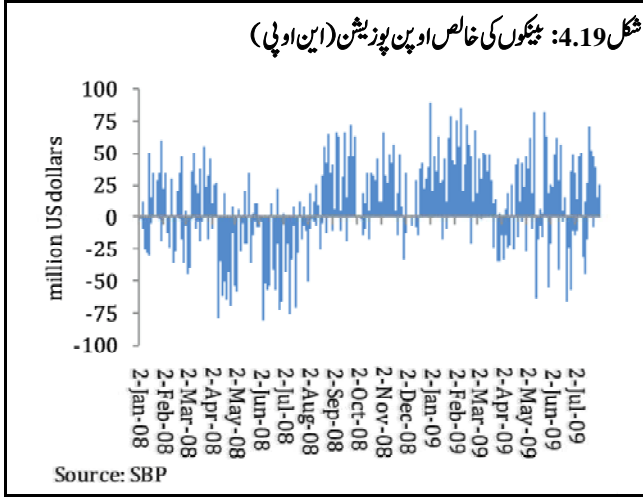


زرمبادلہ امانتیں اور قرض گیری واجبات کے دو اہم اجزا ہیں۔ امانتوں میں کرنسی کے اجزائے ترکیبی سے ظاہر ہوتا ہے کہ آخر 2008ء تک بینکاری شعبے کی مجموعی امانتوں میں زرمبادلہ امانتوں کا حصہ (روپے میں) 15.3 فیصد تھا جبکہ 2007ء میں یہ 12.8 فیصد رہا تھا۔ اس کی اہم وجوہات میں ایک اس مدت کے دوران روپے کی قدر کا گرنا ہے کیونکہ اگر آخر 2007ء سے تقابل کیا جائے تو امریکی ڈالر کے لحاظ سے ایف ای 25 امانتوں کی سطح میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی ہے۔ جنوری تا جولائی 08ء کے دوران روپے کی قدر میں مسلسل کمی کے باعث ایف ای 25 امانتوں میں ہونے والی نمو معیشت اور بینکاری کے شعبے میں درپیش غیر معمولی صورتحال کے باعث اپنی رفتار کو برقرار نہیں رکھ سکی۔ خصوصاً ستمبر اکتوبر کے مہینوں میں نکلوانی جانے والی خاطر خواہ امانتوں میں ایف ای 25 امانتیں بھی شامل تھیں اور اس صورتحال نے بینکاری شعبے (دیکھئے شکل 4.18) کی مشکلات میں کافی اضافہ کر دیا تھا۔ اس کی عکاسی جولائی تا نومبر 08ء کے دوران ایف ای 25 امانتوں سے 453 ملین ڈالر کے اخراج سے بھی ہوتی ہے۔

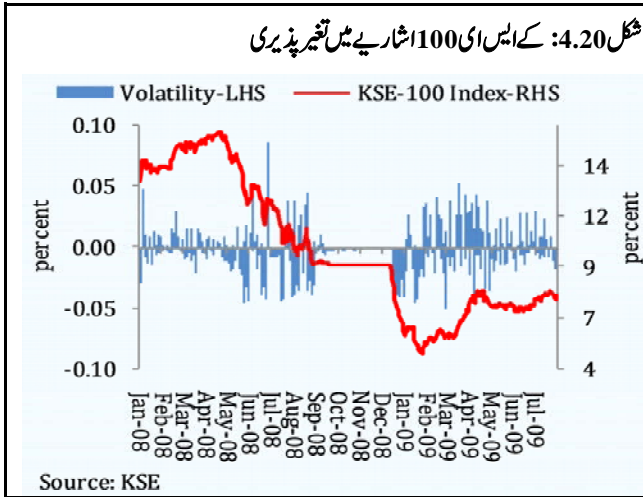


زرمبادلہ قرض گیری، واجبات کا ایک اور اہم جز ہے جو خطرہ کرنسی میں نمایاں اضافے کا باعث بن سکتا ہے۔ قرض گیری میں کرنسی کے اجزائے ترکیبی سے ظاہر ہوتا ہے کہ 2008ء کے دوران مجموعی قرض گیری میں زرمبادلہ قرض گیری کا حصہ صرف 7.8 فیصد ہے۔ بینکاری شعبے کی امانتوں پر مبنی فنڈنگ کی ساخت کو مد نظر رکھتے ہوئے 2008ء میں زرمبادلہ میں قرض گیری بینک کے مجموعی واجبات کا صرف 0.7 فیصد بنتی ہے۔

زرمبادلہ اثاثوں اور واجبات کے بارے میں بحث زرمبادلہ میں خطرات کے متعلق بینک کے خام اکتشاف کو ظاہر کرتی ہے۔ بینک کے زرمبادلہ میں اکتشاف کا ایک اور اہم پیمانہ خالص اوپن پوزیشن (این او پی) ہے جو بیلنس شیٹ میں شامل اور غیر شامل زرمبادلہ اثاثوں اور واجبات دونوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ خالص اوپن پوزیشن کو اس لیے استعمال کیا جاتا ہے کہ زرمبادلہ واجبات میں منافع (نقصانات) کے ایک حصے کی پیش بندی فطری طور پر زرمبادلہ اثاثوں میں نقصانات (منافع)



سے ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ 2007ء کے دوران دیکھنے میں آیا تھا 2008ء میں بھی بینکاری شعبے کی خالص اوپن پوزیشن میں تغیر پذیری 100 +/- ملین ڈالر کی قابل قبول حدود میں رہی ہے (دیکھئے شکل 4.19)۔ مثبت اوپن پوزیشن کی صورت میں بینکوں کو مقامی کرنسی کی قدر کے گرنے سے فائدہ ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زرمبادلہ کے اثاثے زرمبادلہ کے واجبات سے زیادہ ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بینکاری شعبہ مجموعی طور پر خطرہ شرح مبادلہ کو محدود کرنے میں کامیاب رہا ہے۔ حساسیت کے تجزیے سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ قدر میں 25 فیصد کی یا اضافہ بینکاری شعبے کی شرح کفایت سرمایہ کو صرف 3 پوائنٹس تک متاثر کر سکتا ہے۔¹⁶ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ شرح مبادلہ میں



تبدیلی کا ایک بالواسطہ اثر بھی پڑ سکتا ہے کیونکہ یہ معیشت میں مجموعی تبدیلیوں کے ذریعے قرض گیروں میں قرض واپس کرنے کی صلاحیت پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔¹⁷

خطرہ بازار کا ایک اور اہم ذریعہ ایکویٹی نرخ کا خطرہ ہوتا ہے جس کا اہم سبب بینکوں کی ایکویٹی میں سرمایہ کاریوں اور ایکویٹی نرخوں میں مضرت تغیر پذیری اور حصص میں ضمانت پر بینکوں کے قرضوں کی مقدار کا بالواسطہ انکشاف ہے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اپریل 08ء میں کے ایس ای 100 اشاریہ 15,676 پوائنٹس کی بلند ترین سطح پر پہنچ گیا تھا (دیکھئے شکل 4.20)۔ 21 اپریل کے بعد سے اس میں کمی کا عمل شروع ہوا اور اگست 08ء میں اشاریہ پر فلور کے نفاذ سے قبل اس کی قدر میں 41 فیصد کمی آچکی تھی۔ اس کے پیچھے متعدد عوامل کارفرما تھے: سیاسی اقتدار کی منتقلی کے عمل میں طوالت، ملکی معاشی مبادیات میں بگاڑ، غیر یقینی صورتحال میں اضافہ اور عالمی معاشی بحران ایکویٹی نرخوں میں مسلسل کمی کا سبب بنے۔ کے ایس ای 100 اشاریہ پر فلور کا نفاذ سرمایہ کاروں میں بے یقینی کو بڑھانے کا باعث بنا۔ دسمبر 08ء میں فلور ہٹانے کے بعد ایک مہینے کے اندر اندر کے ایس ای 100 اشاریہ میں 47.7 فیصد کمی واقع ہوئی۔ اس لیے 2008ء میں ایکویٹی نرخوں کو غیر معمولی تغیر پذیری کا سامنا کرنا پڑا۔

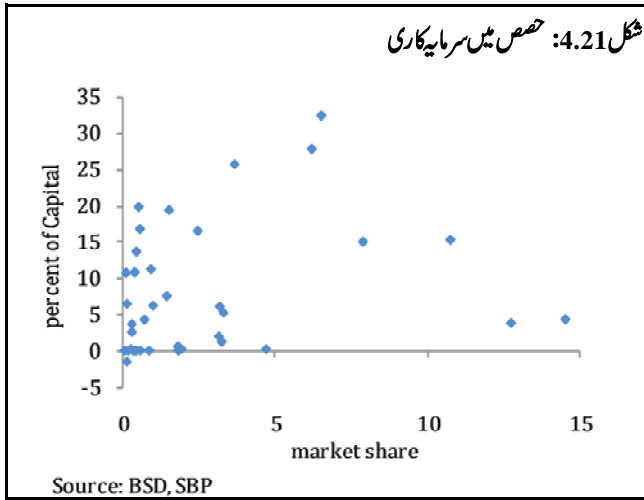
جہاں تک حصص میں بینکوں کی سرمایہ کاری کا تعلق ہے ایسی سرمایہ کاریوں کے مجموعی انکشاف کو اسٹیٹ بینک کے محتاطیہ ضوابط سے مخصوص حد میں رکھنے میں مدد ملتی ہے۔ حصص میں بینکوں کی مجموعی سرمایہ کاری ان کے ایکویٹی کے 20 فیصد سے تجاوز نہیں کر سکتی۔¹⁸ بینکوں کے سرمایہ کاری جزدان کے اجزائے ترکیبی سے ظاہر ہوتا ہے کہ آخر 2008ء تک بینکاری شعبے کی مکمل ادا شدہ عام حصص میں سرمایہ کاری 49.5 ارب روپے تھی جو کہ بینکاری شعبے کی مجموعی سرمایہ کاری کا صرف 4.6 فیصد بنتی ہے اور اس کے مجموعی اثاثوں کے ایک فیصد سے کم ہے۔¹⁹ بینک کی ایکویٹی کے لحاظ سے 20 فیصد حد پر انکشاف 8.8 فیصد تھا۔ اثاثوں میں 16.4 فیصد حصے کے مالک 3 کمرشل بینکوں کے انکشافات 20 فیصد سے تجاوز کر چکے ہیں (دیکھئے شکل 4.21)۔ ان تین بینکوں کی حصص میں مجموعی سرمایہ کاری 30.8 فیصد ہے جبکہ بینکاری

¹⁶ تفصیلات سیکشن 4.4.3 میں دیکھئے۔

¹⁷ اس اثر کا تجزیہ شرح مبادلہ میں ہونے والی تبدیلیوں اور بینکاری شعبے کے غیر ادا شدہ قرضوں میں تعلق کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ مالی استحکام کا جائزہ 2007-08ء میں کی جانے والی ایک ابتدائی مشق سے ظاہر ہوتا ہے کہ 1990 تا 2007ء کے دوران ملکی کرنسی کی قدر میں بتدریج کمی کے بینکاری شعبے کے غیر ادا شدہ قرضوں اور مجموعی قرضوں کے تناسب پر مثبت اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ تفصیلات ”دباؤ کی جانچ کا فریم ورک“ مالی استحکام کا جائزہ 2007-08ء اسٹیٹ بینک میں دیکھئے۔

¹⁸ محتاطیہ قواعد کے لیے ایکویٹی کا مطلب ہے سٹ اول کا سرمایہ یا بنیادی سرمایہ اور اس میں ادا شدہ سرمایہ عمومی ذخائر، شیئرز پر بیمہ اکاؤنٹ کا بیلنس، بونس حصص کے اجرا کے لیے محفوظ رقم اور تازہ ترین سالانہ آڈٹ شدہ گوشواروں کے مطابق جمع کردہ آمدنی نقصانات شامل ہیں۔

¹⁹ ضابطہ نمبر آر 6، محتاطیہ ضوابط برائے کارپوریٹ کمرشل بینکاری، بینک دولت پاکستان۔



شعبے میں ہونے والی مجموعی سرمایہ کاریوں اور ایکویٹی میں ان کے مجموعی حصص بالترتیب 18 فیصد اور 9.3 فیصد ہیں۔ ان بینکوں میں سے ایک نظمی لحاظ سے اہمیت کا حامل ہے۔

تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ بینکاری نظام کا مجموعی ایکویٹی اکتشاف اس کی خطرات مول لینے کی صلاحیت اور محتاطیہ ضوابط میں دی گئی حدود کے اندر ہے۔²⁰ حساسیت کا تجزیہ یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ آخر دسمبر 08ء کی سطح سے کے ایس ای 100 اشاریے میں 50 فیصد کمی بینکاری شعبے کی شرح کفایت سرمایہ میں صرف 87 پیسے پونٹس کی کا باعث بنی ہے۔ 2009ء میں معاشی استحکام کے باعث ایکویٹی منڈی میں کاروباری سرگرمیاں معمول پر آنے سے صورتحال خاصی بہتر ہوئی ہے۔

4.3.3 آپریشنل خطرہ

بینکاری کاروبار میں صارفین کے اعتماد کے اہم کردار کو مد نظر رکھتے ہوئے بینکاری شعبے کے لیے آپریشنل خطرہ بے حد اہمیت کا حامل ہے۔ گذشتہ دو دہائیوں سے اس کی اہمیت میں کئی گنا اضافہ ہوا ہے۔ جدید خود کار اطلاعی ٹیکنالوجی کے نظاموں، سادہ ماخوذیات سے لے کر اثاثوں کی تسک کاری، انضمام و تھویل اور ای بینکاری میں ہونے والی پیش رفت نے آپریشنل خطرے کے روایتی تصور کو بدل کے رکھ دیا ہے اور ان سے کاروباری کارگزاری میں بہتری آئی ہے۔ بجلی کا اچانک چلے جانا، دہشت گردانہ حملہ، کسی وجہ سے ای بینکاری نظام میں تعطل، آگ بھڑک اٹھنا، دھوکہ دہی و جعل سازی اور زلزلہ وغیرہ جیسے حالات کسی بھی وقت پیش آسکتے ہیں اور ان سے کاروبار کے تسلسل میں خلل پڑسکتا ہے۔ مالی اداروں کے آپسی لین دین میں اضافے کے سبب ایک واقعہ بھی نظام کو متاثر کر سکتا ہے۔ حالیہ عالمی مالی بحران کے نتیجے میں مالی منڈیوں میں زبردست تعمیر پذیری اور اداروں کے دیوالیہ ہونے کے واقعات میں اضافہ بھی آپریشنل خطرے سے نمٹنے کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔

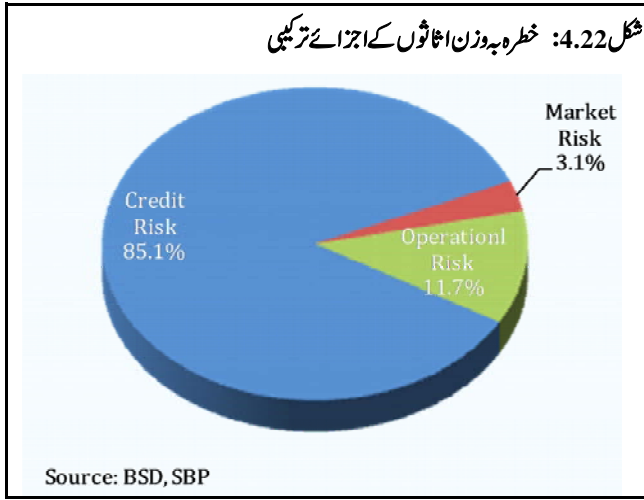
عملی طور پر کاروبار کے تسلسل میں خلل اور نقصانات کی پیش گوئی کرنا بہت مشکل کام ہے۔ تاہم، اس کا مطلب یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ ایسے معاملات سے بہتر طور پر نمٹنا نہیں جاسکتا۔ آپریشنل خطرے کے اہم اظہار یوں کی نشاندہی کے لیے کوششیں اور ایسے غیر متوقع واقعات رونما ہونے سے بچنے کے لیے حفاظتی تدابیر بھی اختیار کی جاسکتی ہیں۔ اس سمت میں پہلا قدم آپریشنل خطرے کی مختلف زمروں میں درجہ بندی ہے۔ ان زمروں کو ذیل میں دیا گیا ہے:

- 1- عملی غلطی۔ جسے افراد کا خطرہ بھی کہا جاتا ہے: یہ عام طور پر مناسب تربیت کی کمی، ضابطے کے مینڈیکٹ کے مطابق پالیسیوں پر عملدرآمد نہ کرنے، کاروبار کے بارے میں آگاہی کی کمی وغیرہ سے ابھرتا ہے۔
- 2- نظاموں کی ناکامی۔ جسے نظمی خطرہ بھی کہا جاتا ہے: یہ بنیادی طور پر بینکوں کے آئی ٹی نظاموں اور ای بینکاری پر بڑھتے ہوئے انحصار کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔ نظاموں میں مہلک وائرس کے پھیلنے، نظام کی مکمل بندش اور/یا حساب کتاب میں غلطی، دیگر وجوہات کے سبب نظام میں خلل و خرابیاں اور ہیکرز کی جانب سے نظام تک رسائی کی کوششیں، نظمی خطرے میں شمار کی جاتی ہیں۔
- 3- اندرونی و بیرونی واقعات جن میں ڈیٹا گم ہو جانا یا آگ لگنے، زلزلہ، سیلاب، دہشت گرد کارروائیوں وغیرہ کے باعث اثاثے کو پہنچنے والا نقصان شامل ہیں۔
- 4- اندرونی و بیرونی منتظمین کی دھوکہ دہی اور جعل سازی جس میں مجرمانہ ارادے سے نظام یا ضوابط کی خلاف ورزیاں شامل ہیں۔

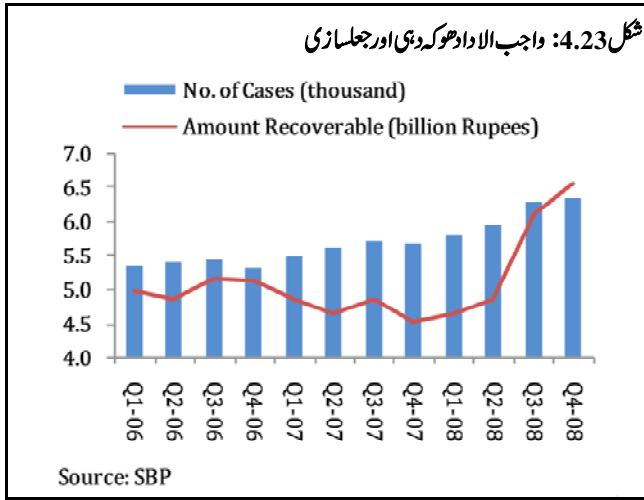
اسٹیٹ بینک نے آپریشنل خطرے کے نقصانات کا ادراک کرتے ہوئے خطرے کے پائیدار فریم ورک کی تیاری کے لیے جامع رہنما خطوط جاری کیے ہیں جن میں

²⁰ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ دوران بینکاری شعبے کو حصص میں سرمایہ کاریوں پر 9.9 روپے کا باقاعدہ پائی خسارہ ہوا جبکہ گذشتہ برس باقاعدہ پائی میں 5.8 روپے حاصل ہوئے تھے۔ باقاعدہ پائی خسارے میں ڈیٹا منسک اداروں کی مدد سرمایہ کاریوں کی قدر کی تبدیلی بھی شامل ہے۔ آخر 2008ء میں یہ سرمایہ کاریاں 45.7 روپے کی تھیں جبکہ عام حصص میں 149.5 روپے کی سرمایہ کاری کی گئی تھی۔

آپریٹل خطرے سے نمٹنے کے بارے میں تفصیلات دی گئی ہیں۔ اس میں توجہ ان امور پر مرکوز رکھی جاتی ہے: (1) کنٹرول اور انتظام خطر کے مناسب فریم ورک کی تیاری (2) کاروباری تسلسل کے منصوبے کی تشکیل (3) آئی ٹی سیکورٹی کا موثر انتظام (4) آپریٹل خطرے کی پالیسیوں اور طریقہ کار میں پائی جانے والی خامیوں کی



نشاندہی (5) منی لائڈنگ مخالف پالیسیوں کو تقویت دینا بشمول اپنے صارفین کو پچانے (6) مادی کنٹرول کی جانچ (7) بینکوں کی بیمہ پالیسیاں اور (8) صارفین کی جانب سے اے ٹی ایبز کرڈٹ ریڈٹ کارڈز کا استعمال۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ یہ تمام رہنما خطوط بازل دوم کے نفاذ سے قبل جاری کی گئی تھیں کیونکہ اس میں بھی آپریٹل خطرے کے لیے کیپٹل چارج کی ضرورت پڑتی ہے۔ 2008ء کے اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ بینکاری نظام کے مجموعی خطرہ بہ وزن اثاثوں میں آپریٹل خطرے کا حصہ 11.7 فیصد بنتا ہے (دیکھئے شکل 4.22) جبکہ خطرہ منڈی سے متعلق خطرہ بہ وزن اثاثہ صرف 3.1 فیصد ہے۔ چونکہ بینکاری شعبے کی شرح کفایت سرمایہ 12.3 فیصد ہے اس لیے 2008ء میں آپریٹل خطرے کے لیے بینکوں کا کیپٹل چارج 58.7 ارب روپے رہا۔



بازل دوم کے تحت آپریٹل خطرے پر عائد کیپٹل چارج کے علاوہ اسٹیٹ بینک بینکوں کے اندرونی کنٹرول میں نقائص کے نتیجے میں پیدا ہونے والے خطرات کی نگرانی بھی کرتا ہے۔ اس مقصد کے لیے بینکوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ دھوکہ دہی اور جھلسازی کی شدت اور حجم کے بارے میں معلومات فراہم کریں۔ 2008ء کے اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ سال کے دوران دھوکہ دہی و جھلسازی اور اس میں استعمال ہونے والی رقموں میں بالترتیب 11.4 فیصد اور 44.5 فیصد کا بتدریج اضافہ ہوا ہے (دیکھئے شکل

4.23)۔ دھوکہ دہی و جھلسازی کی مد میں قابل وصولی واجب الادا رقم بڑھ کر 6.6 ارب روپے ہو چکی ہے جو ایک سال قبل 4.5 ارب روپے تھی۔ بینکاری شعبے کے مجموعی اثاثوں کے لحاظ سے 2008ء میں قابل وصولی رقم 0.12 فیصد بنتی ہے۔

دھوکہ دہی اور جھلسازی کے بارے میں مزید تفصیلات سے ظاہر ہوتا ہے کہ سنگین (10 ملین روپے سے زائد رقم پر مشتمل) اور پست (ایک ملین روپے سے کم) حساس مقدمات میں خاصا اضافہ دیکھنے میں آیا ہے (دیکھئے جدول 4.8)۔ 2008ء کے دوران دھوکہ دہی اور جھلسازی کے مقدمات بڑی حد تک درجہ بندی کی اوپری حدود میں رہے اور درجہ بندی میں شامل تینوں زمروں کی اوسط رقموں میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے (دیکھئے جدول 4.8)۔ دھوکہ دہی اور جھلسازی کی ممکنہ وجوہات میں امن و امان کی بگڑتی ہوئی صورتحال اور معیشت میں کرپشن کی بلند سطح²¹ ہے۔

مختصر یہ کہ بازل دوم کے تحت بینک آپریٹل خطرے کے لیے سرمایہ مختص کر رہے ہیں اور دھوکہ دہی اور جھلسازی کے مقدمات میں قابل وصولی رقم بینکاری شعبے کے اثاثوں کا معمولی حصہ ہے۔ تاہم ایسے واقعات کی تعداد میں اضافہ بینکاری شعبے اور مرکزی بینک دونوں کے لیے تشویش کا باعث ہے۔ جدید ٹیکنیکوں کی کمی اور حقیقی نقصان کے بارے میں ناکافی اعداد و شمار کے باعث ضابطہ کار اور بینکوں کو آپریٹل خطرات کا انتظام کرنے میں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اسٹیٹ بینک،

²¹ ٹرانسپیرینسی انٹرنیشنل کی درجہ بندی کے مطابق 180 ممالک میں سے پاکستان کا 134 واں نمبر ہے اور 2008ء کے لیے بدعنوانی کے تصور کا اشاریہ (سی پی آئی) 2.5 رہا ہے۔ سی پی آئی کی حدود 10 (بہت صاف) سے 0 (انتہائی بدعنوان) تک ہیں۔

جدول 4.8: بینکاری نظام میں دھوکہ دہی و جھلسازی						
رقم ملین روپے میں						
2008ء		2007ء		زمرہ		
اوسط حجم	پھنسی ہوئی رقم	کیسر کی تعداد	اوسط حجم	پھنسی ہوئی رقم	کیسر کی تعداد	
سال کے دوران درج ہونے والے کیسر						
49.2	2511.2	51	40.0	879.2	22	نگین
3.6	647.5	179	3.5	502.1	143	درمیانہ
0.1	307.1	2696	0.1	278.7	2159	پست
1.2	3465.9	2926	0.7	1660.0	2324	کل
31 دسمبر تک زیر التوا کیسر						
اوسط حجم	پھنسی ہوئی رقم	کیسر کی تعداد	اوسط حجم	قابل وصولی رقم	کیسر کی تعداد	
21.6	4017.0	186	17.6	2852.9	162	نگین
2.8	1112.0	399	2.6	982.6	385	درمیانہ
0.2	1425.8	5753	0.1	702.2	5150	پست
1.0	6554.8	6338	0.8	4537.6	5697	کل
دھوکہ دہی وہ جھلسازی زمروں کا معیار						
نگین دھوکہ دہی 10 ملین روپے سے زائد						
درمیانی شدت کے کیسر ایک تا 10 ملین روپے						
پست شدت کے حامل ایک ملین روپے سے کم						
ماخذ: بینک دولت پاکستان						

پاکستان بینک ایسوسی ایشن کے اشتراک سے آپریشنل خطرات سے موثر انداز میں نمٹنے کے حوالے سے سازگار ماحول کی فراہمی کے لیے کوششیں کر رہا ہے۔ بینکوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ نقصانات کے بارے میں ڈیٹا جمع کریں اور خطرے کی نشاندہی اور جانچ سے متعلق معلومات حاصل کریں۔ اسٹیٹ بینک کے ادارہ جاتی خطرے کی جانچ کے فریم ورک میں اندرونی کنٹرول کے رہنما خطوط کی خود تشخیصی کے لیے ایک سوانامہ تیار کیا گیا ہے جس سے بینکاری نظام میں آپریشنل خطرات کا بندوبست کرنے میں مدد ملتی ہے۔

4.3.4 خطرہ سیالیت

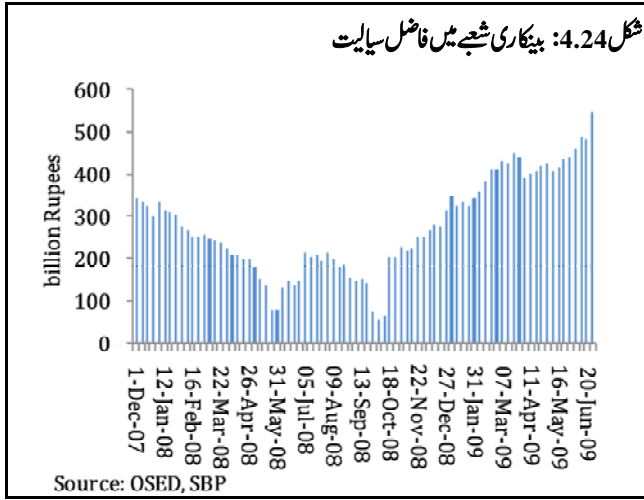
2008ء کی دوسری ششماہی کے دوران بینکاری شعبے کو سیالیت کی قلت²² کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ خطرہ سیالیت کے دباؤ کی جانچ کا درست وقت تھا کیونکہ بینکوں کے خام طلبی و میعاد و اجبات میں 27 ستمبر تا 25 اکتوبر 08ء کے دوران مسلسل چار ہفتوں تک مجموعی طور پر 121.4 ارب روپے کی کمی دیکھنے میں آئی تھی۔ یہ کمی بینکاری شعبے کے طلبی و میعاد و اجبات کے تقریباً 3 فیصد پر مشتمل تھی۔ مرکزی بینک کی جانب سے متعدد پالیسی اقدامات کے نتیجے میں بینکاری شعبہ سیالیت کی عارضی قلت پر قابو پانے میں کامیاب ہو سکا تھا۔

ملکی بینکاری شعبے میں سیالیت کے عارضی دباؤ اور عالمی مالی منڈیوں میں بحران کے باعث سیالیت کی قلت نے خطرہ سیالیت کے دانش مندانہ انتظام کی اہمیت کو ایک بار پھر بڑھا دیا ہے۔ 2007ء کے بحران سے قبل عالمی سطح پر خطرہ سیالیت سے نمٹنے کے لیے بمشکل ہی کوئی مخصوص رہنما ہدایات موجود تھیں۔ ملک کے ضوابطی ڈھانچے میں کیملز (CAMELS) نگرانی فریم ورک میں دیے گئے بینکاری شعبے کی سیالیت کے معیاری اظہار نے خطرہ سیالیت کی جانچ کے لیے کافی ہیں۔ بینکاری نگرانی کے بارے میں بازل کمیٹی خطرہ سیالیت کے بندوبست اور متعلقہ نگرانی چیلنجز کے بارے میں مسائل پر غور و خوض کر رہی ہے۔²³ اسٹیٹ بینک نے سیالیت کے انتظام کو مزید موثر بنانے کے لیے قرضوں اور امانتوں کے تناسب پر حد نافذ کر دی ہے۔²⁴ عام طور پر لازمی شرح سیالیت کو زری پالیسی کے آلے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور یہ بینکوں کی سیالیت کی صورت حال کا اہم تعیناتی عامل بھی ہے۔

²² تجربے کی خاطر سیالیت کی تعریف یوں کی جاسکتی ہے: بینکاری نظام کے اثاثوں میں نمو اور اپنی ذمہ داریوں (واجبات) کو پورا کرنے کے لیے اس انداز میں رقم کی فراہمی کہ ناقابل قبول نقصانات نہ ہوں (بی سی بی ایس، ستمبر 2008ء)۔

²³ ”خطرہ سیالیت کے موثر انتظام و نگرانی کے اصول“ بازل کمیٹی برائے بینکاری نگرانی، ستمبر 2008ء۔

²⁴ بی ایس ڈی سرکلر نمبر 27، تاریخ 17 اکتوبر 2008ء اور نمبر 28، تاریخ 26 اکتوبر 2008ء۔

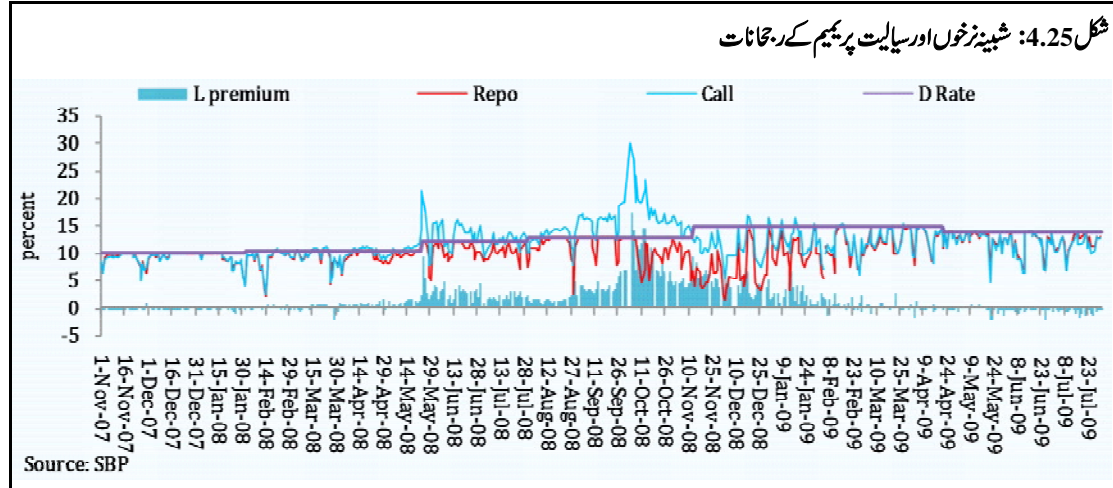


2008ء میں اضافی سیالیت اور سیالیت کی مشکلات دونوں قسم کی صورتحال دیکھنے میں آئی۔ سال کے آغاز پر اسٹیٹ بینک زرعی سخت گیری کے مرحلے میں تھا اور آخر جنوری میں ڈسکاؤنٹ ریٹ میں اضافہ کرتے ہوئے اسے 50 بیس پوائنٹس بڑھا دیا گیا۔²⁵ اس اقدام کو طلبی واجبات²⁶ پر مطلوبہ نقد محفوظ میں 100 بیس پوائنٹس اضافے سے مزید تقویت حاصل ہوئی کیونکہ اس کی وجہ سے نظام میں موجود فاضل سیالیت کو جذب کر لیا گیا۔ تاہم، مذکورہ پالیسی اقدام کے باوجود بینکاری شعبے میں سیالیت کی مجموعی صورتحال کافی بہتر رہی جبکہ اس کے بعد کے ہفتوں میں اس میں کمی کا رجحان دیکھا گیا تھا (دیکھئے شکل 4.24)۔ شبینہ زرخوں کے رجحانات بھی مئی 2008ء تک سیالیت میں معمول کی

صورتحال کی عکاسی کرتے ہیں (دیکھئے شکل 4.25)۔ اس مدت کے دوران بہ وزن اوسط شبینہ زرخ اور پلٹی زرخ ہم آہنگ رہے اور سیالیت کے پریمیم کا تقریباً کوئی وجود نہیں تھا۔²⁷

جنوری 08ء میں زرعی سخت گیری کے باوجود سال کی پہلی ششماہی میں بینکاری شعبے کے قرضہ جزدان میں 8.7 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ بینکاری شعبہ امانتوں میں اضافے کے باعث قرضوں کے لیے رقوم کی فراہمی کے قابل ہو سکا تھا کیونکہ 2008ء کی پہلی ششماہی کے دوران امانتوں میں 334.2 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا جس کے نتیجے میں سیالیت کی صورتحال بہتر ہو گئی تھی۔

گرانی کے دباؤ میں مسلسل اضافے اور معیشت میں اضافی سیالیت کے مستقل دباؤ کے باعث اسٹیٹ بینک نے زرعی پالیسی کو مزید سخت کرتے ہوئے مئی 08ء میں پالیسی ریٹ میں 150 بیس پوائنٹس اضافہ کر کے اسے 12 فیصد کر دیا۔²⁸ اسٹیٹ بینک نے طلبی واجبات پر مطلوبہ نقد محفوظ میں 100 بیس پوائنٹس اضافہ کر کے اسے 9 فیصد کر دیا اور لازمی شرح سیالیت 18 فیصد سے بڑھا کر 19 فیصد کر دی گئی۔²⁹ مذکورہ پالیسی اقدام سے اسٹیٹ بینک کو بینکاری نظام سے سیالیت خارج کرنے میں مدد ملی جس کی عکاسی اضافی سیالیت کی رقم میں نمایاں کمی (دیکھئے شکل 4.24) اور منڈی میں سیالیت پر پریمیم کے ابھرنے سے بھی ہوتی ہے (دیکھئے شکل 4.25)۔ تاہم، سیالیت کی پوزیشن پر زرعی سخت گیری کے اثرات جون 08ء میں بینک امانتوں میں 200.7 ارب روپے اضافے کے باعث زائل ہو گئے۔ نتیجتاً، سیالیت پر پریمیم



²⁵ بی پی آر ڈی سرکولر نمبر 1 تاریخ 31 جنوری 2008ء۔

²⁶ بی ایس ڈی سرکولر نمبر 3 تاریخ 31 جنوری 2008ء۔

²⁷ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ چند دنوں کے لیے شبینہ طلبی اور پوزخوں کے مابین پائے جانے والے نئی فرق کا سبب بہ وزن اوسط طلبی اور پوزخوں کے حساب کتاب کا عمل ہے۔

²⁸ بی پی آر ڈی سرکولر نمبر 5، تاریخ 22 مئی 2008ء۔

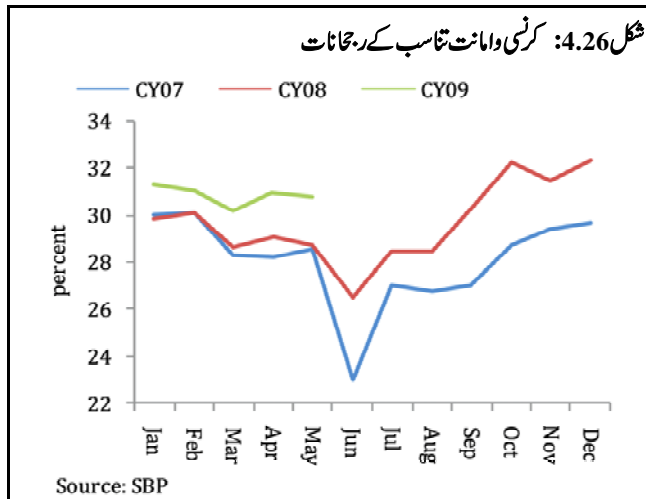
²⁹ بی ایس ڈی سرکولر نمبر 10، تاریخ 22 مئی 2008ء۔

میں کمی آگئی اور بینکاری نظام میں اضافی سیالیت دوبارہ اسی سطح پر پہنچ گئی جہاں پر وہ پالیسی ریٹ میں اضافے سے قبل تھی۔ مذکورہ حالات اور گرانی کے مسلسل دباؤ نے جولائی 08ء میں زری سخت گیری کے تیسرے مرحلے کے لیے راہ ہموار کردی اور اس طرح پالیسی ریٹ میں مزید 100 بیس پوائنٹس کا اضافہ کرتے ہوئے اسے 13 فیصد کر دیا گیا۔³⁰ لازمی شرح سیالیت کو تبدیل نہیں کیا گیا کیونکہ بینکاری شعبے کو جولائی 08ء کے دوران امانتوں میں موسمی کمی کی توقع تھی اور عید کے موقع پر زری گردش کرنسی میں اضافے کا امکان تھا۔ جولائی 08ء میں بینکاری شعبے کے پاس اوسط اضافی سیالیت 207.3 ارب روپے (طلبی و میعادى واجبات کا 5.66 فیصد) تھی۔

اگست 08ء کے دوران بینکوں کی سیالیت کی صورتحال مناسب حد میں تھی۔ تاہم بینکاری شعبے کی امانتوں میں صرف 11.3 ارب روپے اضافہ ہو سکا جبکہ اگست میں یہ 64.2 ارب روپے تھا۔ زری گردش کرنسی کی توقع موسمی طلب سے قبل امانتوں کی نمو میں سست روی کے باعث بینکاری شعبے کی سیالیت سکڑ گئی۔ اس کے علاوہ دیگر عوامل بھی اثر انداز ہوئے جو یہ ہیں: (1) عالمی مالی بحران، معاشی عدم توازن اور سیاسی اقتدار کی منتقلی میں طوالت کے اثرات کے باعث ملک کی مجموعی معاشی صورتحال پر اعتماد کمی (2) ایکویٹی مارکیٹ میں تیزی سے ہونے والی گراؤٹ کو روکنے کے لیے اگست 08ء کے آخر میں کے ایس ای 100 اشاریہ پر فلور کے نفاذ اور (3) بعض بینکوں کی مالی صحت کے بارے میں انوہاں۔ نتیجتاً، بینکاری شعبے کو تیزی سے امانتوں کے اخراج کا سامنا کرنا پڑا³¹ اور ستمبر کے آخری اور اکتوبر کے پہلے ہفتے میں سیالیت کی قلت میں شدت آگئی۔ 14 اکتوبر 08ء کو بینکاری شعبے کے پاس دستیاب فاضل سیالیت کم ہو کر 158.9 ارب روپے (دیکھئے شکل 4.24) رہ گئی جو کہ اس کے طلبی و میعادى واجبات کا صرف 1.6 فیصد بنتی ہے۔ اس دن طلبی منڈی میں سیالیت پر بیم بڑھ کر 1720 بیس پوائنٹس تک پہنچ گیا جبکہ عام طور پر یہ 1000 بیس پوائنٹس کی حد میں رہتا ہے (دیکھئے شکل 4.25)۔ بینک و ارمعلومات سے ظاہر ہوتا ہے کہ 4 تا 5 چھوٹے و درمیانے حجم کے حامل بینک اکتوبر 08ء میں اپنی کم از کم ہفتہ وار سیالیت کی شرط کو پورا کرنے کے قابل نہیں رہے تھے۔

اسٹیٹ بینک نے سیالیت کے بارے میں خدشات کو دور کرنے کے لیے متعدد پالیسی اقدامات کا اعلان کیا۔ اہم پالیسی اقدامات یہ ہیں: (1) مطلوبہ نقد محفوظ کو 400 بیس پوائنٹس کم کرتے ہوئے اسے طلبی واجبات کا 5 فیصد کر دیا گیا جس پر 11 اکتوبر تا یکم نومبر 08ء کے دوران مرحلہ وار عملدرآمد ہونا تھا (2) میعادى امانتوں (ایک سال اور اس سے زائد) کو لازمی شرح سیالیت سے مستثنیٰ قرار دینا (3) بینکوں کو ایف ایف ایس پر 100 فیصد مالکاری کی فراہمی (4) لازمی شرح سیالیت کے لیے پی آئی بیز کی زیادہ سے زیادہ مالیت میں اضافہ اور (5) بینکوں کے سرمایہ کاری جزدان میں محفوظ تا عرصیت کی مد میں وثیقہ جات کے استعمال کی اجازت دینا تاکہ وہ اسٹیٹ بینک کی ریپوسہولت سے استفادہ کر سکیں۔ مذکورہ تمام اقدامات سے سیالیت کی قلت پر قابو پانے میں مدد ملی جس کی عکاسی سیالیت پر بیم میں کمی اور بینکاری نظام میں فاضل سیالیت کی معمول کی سطح پر واپسی سے ہوتی ہے (دیکھئے شکل 4.24 اور 4.25)۔

قلیل مدتی سیالیت کی مشکلات سے نقد محفوظ میں نرمی اور ایف ایف ایس کے لیے سیالیت کی فراہمی کے ذریعے نمٹا گیا لیکن امانتوں میں نمو کی پست سطح کے بارے

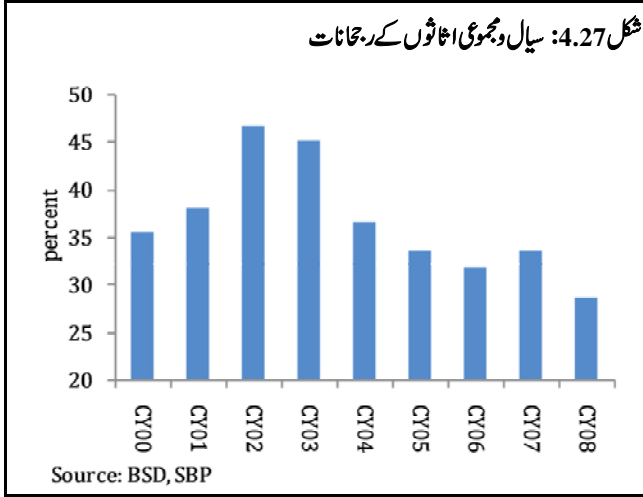


میں تشویش برقرار رہی۔ نتیجتاً، 2008ء کی چوتھی سہ ماہی میں کرنسی اور امانتوں کا تناسب بلند سطح پر تھا (دیکھئے شکل 4.26)۔ چوتھی سہ ماہی میں امانتوں اور کرنسی کا اوسط تناسب 32 فیصد ہو گیا جو گذشتہ برس کی اسی سہ ماہی میں 29.3 فیصد تھا۔

2008ء کے دوران بینکوں کی سیالیت کی صورتحال کے عمومی جائزے کو مد نظر رکھتے ہوئے ذیل میں خطرہ سیالیت (سالانہ کھاتوں کی بنیاد پر) کے اہم اظہار یوں کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ خطرہ سیالیت کا سب سے زیادہ استعمال ہونے والا اظہار یہ مجموعی اثاثوں میں سیال اثاثوں کا حصہ ہے۔ اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس اظہار یے میں گذشتہ تین برسوں (05ء تا 07ء) کی

³⁰ پی آئی آر ڈی سرکولر نمبر 8، تاریخ 29 جولائی 2008ء۔

³¹ اکتوبر 2008ء میں بینکاری شعبے کی امانتوں میں 179.9 ارب روپے کی کمی یکسی گئی ہے جس میں سے 12.7 ارب روپے (155 ملین ڈالر) کی کمی ایف ایف ایس امانتوں کے نکلوانے کے باعث ہوئی ہے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ ایف ایف ایس امانتوں کو نکلوانے کے سلسلہ نمبر اور دسمبر میں جاری رہا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملکی کرنسی میں امانتیں رکھنے والوں کے مقابلے میں زرمبادلہ امانتیں رکھنے والوں کو زیادہ تغیر پذیری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔



33.1 فیصد اوسط کے مقابلے میں آخر 2008ء تک 28.6 فیصد کی آئی ہے (دیکھئے شکل 4.27)۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگرچہ بینکاری کا شعبہ سال کے آخری چند برسوں میں سیالیت کی شدید مشکلات سے عہدہ برآ ہونے میں کامیاب رہا تھا لیکن بینکوں کے اثاثوں کے اجزائے ترکیبی کا جھکاؤ غیر سیال اثاثوں کی سمت رہا ہے۔ بینکاری شعبے کے مجموعی اثاثوں میں قرضوں کے حصے میں خاطر خواہ اضافے سے بھی اس بات کی توثیق ہوتی ہے جو 2007ء کے 52 فیصد سے بڑھ کر آخر 2008ء تک 56.6 فیصد تک پہنچ گئے۔

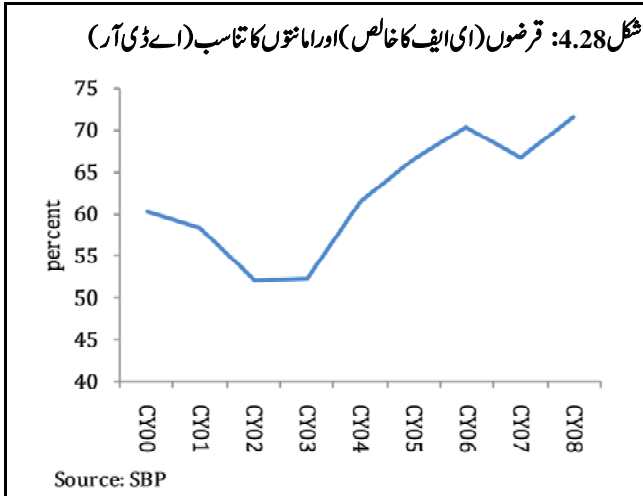
جدول 4.9: سیال اور مجموعی اثاثوں کے تناسب کے لحاظ سے بینکوں کی تقسیم

بینکوں کی تعداد

سیال اور مجموعی اثاثوں کا تناسب	2005ء	2006ء	2007ء	2008ء
10 سے کم	1	1	0	2
10 تا 20	0	2	1	3
20 سے زیادہ	16	19	16	20

ماخذ: اسٹیٹ بینک کا حساب کتاب

سیال اثاثوں اور مجموعی اثاثوں کے تناسب سے ظاہر ہوتا ہے کہ 2008ء میں بینکاری صنعت کی 28.6 فیصد اوسط سے مچلی سطح پر موجود بینکوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے (دیکھئے جدول 4.9)۔ مزید برآں، درمیانے حجم کے حامل دو بینک جن کا اثاثوں میں حصہ 4.2 فیصد ہے ان کے سیال اور مجموعی اثاثوں کا تناسب 10 فیصد سے کم ہے جبکہ اثاثوں میں 1.5 فیصد حصے کے مالک 3 چھوٹے بینکوں کا 20 فیصد سے کم تناسب ظاہر کرتا ہے کہ کچھ چھوٹے اور درمیانے حجم کے حامل بینکوں کو سیالیت کی شدید قلت کا سامنا تھا۔



قرضوں اور اثاثوں کا تناسب خطرہ سیالیت کا ایک اور اہم اظہار یہ ہے جس میں 2008ء کے دوران خاصا بگاڑ دیکھنے میں آیا ہے۔ آخر 2008ء تک قرضوں اور اثاثوں کا تناسب (ای ایف ایس کا خالص) بڑھ کر 71.5 فیصد کی بلند ترین سطح پر پہنچ گیا جو گذشتہ برس 66.8 فیصد تھا (دیکھئے شکل 4.28)۔ اثاثوں کی نمو میں سست روی اور قرضہ جاتی جزدان میں قدرے مضبوط نمو کا بھی اس تناسب کو بڑھانے میں اہم حصہ رہا ہے (دیکھئے شکل 4.28)۔ قرضوں اور اثاثوں کے تناسب کی بینک وار تقسیم ظاہر کرتی ہے کہ اثاثوں میں 1 فیصد سے کم حصہ رکھنے والے 3 چھوٹے کمرشل بینکوں میں یہ تناسب 100 فیصد سے زائد تھا (جدول 4.10)۔ ان بینکوں کے بارے میں مزید تفصیلات سے پتہ چلتا ہے کہ: (1) ان میں سے ایک غیر ملکی بینک ہے جو اپنے قرضوں میں توسیع کے لیے رقم قرض گیری اور مضبوط ایکویٹی کے ذریعے فراہم کر رہا ہے (2)

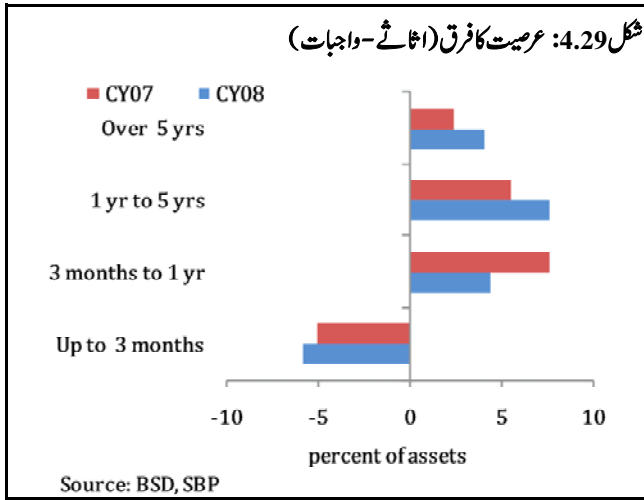
جدول 4.10: قرضوں اور اثاثوں کے لحاظ سے بینکوں کی تقسیم

بینکوں کی تعداد

اے ڈی آر	2005ء	2006ء	2007ء	2008ء
>100	2	2	2	3
80 تا 100 کے درمیان	1	2	3	4
صنعت کی اوسط	13	14	13	13

ماخذ: بینک دولت پاکستان

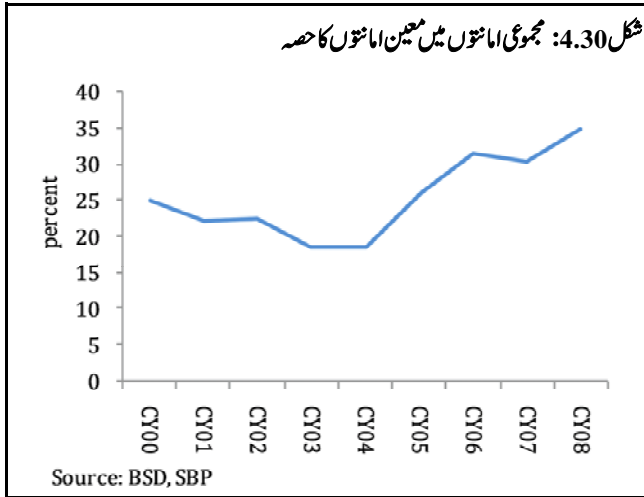
دوسرا بینک اسلامی ہے جس کے آپریشنز کا یہ دوسرا سال تھا اور 2008ء میں اس کے سرمائے اور اثاثوں کا تناسب 42.6 فیصد تھا اور (3) تیسرا ایک چھوٹا مچلی بینک ہے جسے سیالیت کے انتظام میں مشکلات کا سامنا ہے کیونکہ 2008ء میں اس کے سیال اور مجموعی اثاثوں کا تناسب 11.9 فیصد تھا۔ یہ تقسیم ظاہر کرتی ہے کہ چار چھوٹے کمرشل بینک جن کا اثاثوں میں حصہ 3.6 فیصد ہے ان کے قرضوں اور اثاثوں کا تناسب 80 تا 100 فیصد ہے۔ ان چار میں سے دو بینکوں کو سیالیت کی



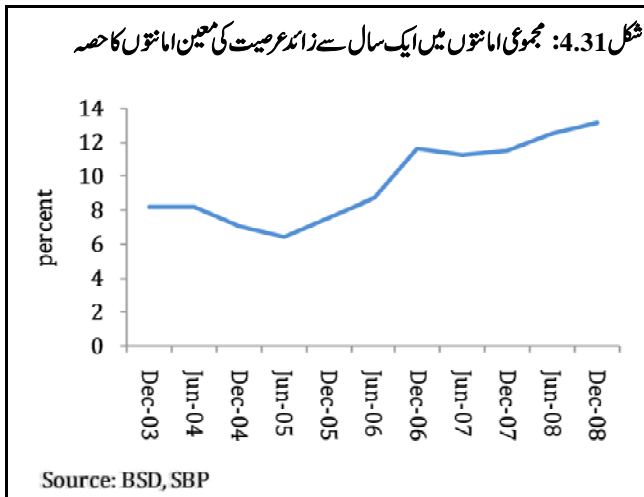
شدید قلت کا سامنا ہے جبکہ دیگر دوسرے مائے کی مضبوط بنیاد کے حامل ہیں اور وہ اپنے مجموعی اکتشاف کا بہتر انتظام کر سکتے ہیں۔

عرصیت کے فرق کا تجزیہ بینکوں کی سیالیت کی پوزیشن کو جانچنے کی ایک اور سمت کو سامنے لاتا ہے۔ اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ مختلف عرصیتوں میں عدم مطابقت مجموعی اثاثوں کے +/- 10 فیصد کی حد کے اندر ہے (دیکھئے شکل 4.29)۔ مزید برآں، حالیہ برسوں میں بینکوں کی جانب سے طویل مدت کی معین امانتیں جمع کرنے کی کوششیں اس تناظر میں مثبت پیش رفت ہیں۔ امانتوں کی درجہ بندی ظاہر کرتی ہے کہ آخر 2008ء تک مجموعی امانتوں میں معین امانتوں کا حصہ 4.6 فیصدی درجے اضافے کے ساتھ

بڑھ کر 34.8 فیصد تک پہنچ گیا ہے (دیکھئے شکل 4.30)۔ ایک سال اور اس سے زائد کے میعاد کی واجبات کو لازمی شرح سیالیت سے مستثنیٰ قرار دینے جیسے اسٹیٹ



بینک کے اقدامات نے بھی اپنے امانت داروں کو پرکشش منافع کی پیشکش کے ذریعے طویل مدتی امانتیں جمع کرنے کی ترغیب دی تھی۔ معین امانتوں (ایک سال سے زائد عرصیت کے حامل) کے حصے میں خاطر خواہ اضافے (دیکھئے شکل 4.31) سے اس بات کی توثیق ہوتی ہے کہ امانتوں کے اجزائے ترکیبی پر پالیسی مداخلت کے سازگار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ مذکورہ صورتحال بینکاری شعبے کی عرصیت میں پائے جانے والے فرق کا انتظام کرنے کے حوالے سے خوش آئند ہے۔



مختصر یہ کہ خطرہ سیالیت کا مختلف زاویوں سے تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ اگرچہ 2008ء میں بینکوں کو سیالیت میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن مجموعی طور پر بینکاری شعبہ اسٹیٹ بینک کی جانب سے کیے جانے والے اقدامات کے باعث اس دباؤ کا مقابلہ کرنے میں کامیاب رہا۔ تاہم، مذکورہ صورتحال کے نتیجے میں آخر 2008ء تک بینکاری نظام کے سیال اثاثوں میں کمی آگئی تھی۔ سیال اثاثوں و مجموعی اثاثوں اور قرضوں اور امانتوں کے تناسب میں بگاڑ آ گیا جس سے آخر سال تک بینکوں میں سیالیت کی قدرے کمزور صورتحال کی عکاسی ہوتی ہے۔ کچھ چھوٹے بینکوں کو سیالیت نے بری طرح متاثر کیا۔ ان بینکوں میں سیالیت کے دباؤ کے تسلسل کی عکاسی ان کے سیال و مجموعی اثاثوں کے پست تناسب اور ان کے قرضوں و امانتوں کے بلند تناسب سے ہوتی ہے۔ اگرچہ ان میں سے کوئی بینک نظمی لحاظ سے اہمیت کا حامل نہیں ہے

اور منڈی میں ان کا مجموعی حصہ پانچویں بڑے بینک کے حصے سے کم ہے تاہم ان میں سیالیت کی مشکلات پر قابو پانے کی صلاحیت نہ ہونے کے خاصے مضمرات ہو سکتے ہیں کیونکہ اس سے بینکاری شعبے کی ساکھ اور اس پر اعتماد کی سطح کے متاثر ہونے کا خدشہ ہے۔

4.4 بیکاری نظام میں خطرے کو جذب کرنے کی صلاحیت

بیکاری نظام کے استحکام کا انحصار بڑی حد تک انفرادی بینک کے خاکہ خطرے کے نتیجے میں ہونے والے نقصانات کو جذب کرنے کی صلاحیت پر ہوتا ہے۔ بیکاری شعبے میں خطرات کو جذب کرنے کی صلاحیت کا دار و مدار اس کی نفع یابی اور سرمایہ جاتی بنیاد پر ہوتا ہے۔ خصوصاً، نفع یابی کی سطح کو معمول کے آپریشنز میں ممکنہ نقصانات کو جذب کرنے کے حوالے سے ہر اول دستہ سمجھا جاتا ہے اور اس سے بیکاری شعبے کی سرمایہ جاتی بنیاد کی تشکیل میں مدد ملتی ہے۔ ایسی صورت حال میں سرمایہ بینکوں کو غیر متوقع نقصانات کو جذب کرنے میں کشن کا کام دیتا ہے۔ سرمایہ جاتی بنیاد مالی لین دین کے لیے ضمانت کی شرائط پر بھی اثر انداز ہوتی ہے (مثلاً، بین الہینک منڈی) جبکہ اس سے غیر تشکیلی معلومات سے پیدا ہونے والے مسائل کو حل کیا جاسکتا ہے۔

بیکاری شعبے کے خاکہ خطرے کے تجزیے میں نفع یابی اور کفایت سرمایہ کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے ذیل میں ان دونوں اظہاریوں کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے:

4.4.1 بیکاری نظام کی نفع یابی

2008ء میں بیکاری نظام کے نفع و نقصان کھاتے ظاہر کرتے ہیں کہ نفع یابی کے ذریعے بیکاری شعبے کے فرائض کی بہتر انداز میں انجام دہی اور غیر ادا شدہ قرضوں و براہ راست معاف کیے جانے والے خراب قرضوں پر 105.9 ارب روپے کے خاصے بلند تموینی اخراجات کو جذب کرنا ممکن ہوا تھا۔ قرضوں کے ان نقصانات کو برداشت کرنے کے باوجود بیکاری شعبے نے 63.1 ارب روپے کا منافع (قبل از ٹیکس) کمایا جو 2007ء کے منافع سے خاصا کم ہے (دیکھئے جدول 4.11)۔ اگر تموین کے اخراجات گذشتہ برس کی 60 ارب روپے کی سطح پر رہتے تو بیکاری شعبے کے منافع (قبل از ٹیکس) میں 2008ء کے دوران 2.3 فیصد اضافہ ممکن تھا۔ یہ صورت حال تموین کے بلند اخراجات کے بیکاری شعبے کے منافع پر خاطر خواہ اثرات کی عکاس ہے۔

قبل از ٹیکس منافع کی پست سطح کے باعث 2008ء میں بیکاری شعبے کے بعد از ٹیکس منافع میں کمی آئی ہے اور یہ 143.2 ارب روپے رہ گیا۔ تاہم، بعد از ٹیکس منافع میں کمی کی سطح قبل از ٹیکس منافع میں ہونے والی کمی کے مقابلے میں پست ہے کیونکہ بیکاری شعبے میں 27.4 ارب روپے کے مؤثر ٹیکس اثاثوں کا اندراج کیا گیا ہے۔³² بینک و ارمعلومات سے ظاہر ہوتا ہے کہ 40 جدولی بینکوں میں سے منڈی میں 14.5 فیصد حصہ رکھنے والے 16 بینکوں کو نقصان اٹھانا پڑا (دیکھئے جدول 4.11)۔ ان میں 3 درمیانے حجم والے اور 13 چھوٹے بینک شامل ہیں جبکہ نقصان اٹھانے والے 13 چھوٹے بینکوں کا حصہ صرف 6.1 فیصد بتاتا ہے۔ چھوٹا حجم رکھنے والے غیر منافع بخش بینکوں کی بڑی تعداد اس سال کے دوران بینکوں کے لیے دشوار ماحول کی عکاس ہے۔ تاہم یہ خوش آئند پیش رفت ہے کہ منڈی میں 67 فیصد حصے کے مالک آٹھوں بینکوں کو منافع ہوا۔ ان بینکوں کا مجموعی منافع (بعد از ٹیکس) 156.5 ارب روپے بتاتا ہے جو کہ گذشتہ برس کمائے جانے والے منافع سے صرف 7.7 ارب روپے کم ہے۔ چھوٹے اور بڑے بینکوں کا منافع تو قعات کے مطابق تھا کیونکہ بڑے بینک معاشی سرگرمیوں سے ابھرنے والے چیلنجز سے نمٹنے کے لیے بہتر پوزیشن میں تھے۔

ارب روپے									
08ء	07ء	06ء	05ء	04ء	03ء	02ء	01ء	00ء	
63.1	106.9	120.8	93.8	52.1	43.8	19.0	1.1	4.5	قبل از ٹیکس منافع
43.2	73.1	81.9	63.3	34.7	24.7	2.9	-9.8	-2.8	بعد از ٹیکس منافع
16	10	7	7	5	8	6	12	10	نقصان اٹھانے والے بینکوں کی تعداد
ماخذ: اسٹیٹ بینک کا حساب کتاب									

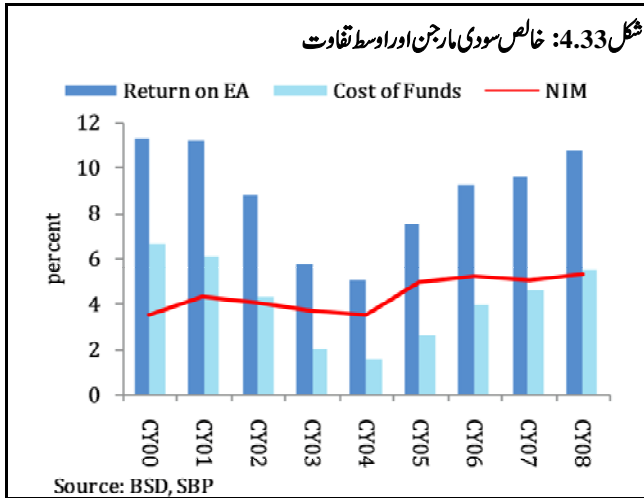
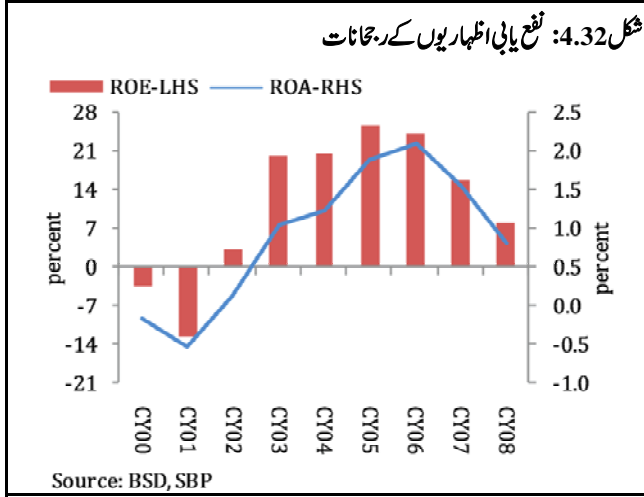
بینکوں کے منافع میں مطلق کمی کے اثرات کی عکاسی نفع یابی کے اہم اظہاریوں سے بھی ہوتی ہے جن میں اثاثوں پر منافع اور ایکویٹی پر منافع شامل ہیں۔ اثاثوں پر بینکوں کا منافع 2007ء کے 1.5 فیصد سے کم ہو کر 2008ء میں 0.8 فیصد ہو گیا (شکل 4.32)۔ ایکویٹی پر منافع میں بھی یہی رجحان غالب رہا اور یہ 2007ء کے 15.4 فیصد سے گر کر 2008ء میں 7.8 فیصد پر آ گیا۔

اثاثوں پر منافع کے لحاظ سے بینکوں کی تقسیم سے ظاہر ہوتا ہے کہ 32.5 فیصد اثاثہ جاتی حصے کے مالک 40 میں سے 24 بینکوں کا ایکویٹی منافع صنعت کی 0.8 فیصد اوسط سے کم ہے جبکہ 23.9 فیصد اثاثہ جاتی حصے کے مالک 12 بینکوں کی ایکویٹی پر منافع 1 تا 0 فیصد کی حد میں رہا (جدول 4.12)۔ 2007ء اور

³² مؤثر ٹیکس اثاثے ان اثاثوں کو کہتے ہیں جنہیں آئندہ برسوں میں ٹیکس اخراجات کم کرنے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مؤثر ٹیکس مستقبل کے ٹیکس واجبات یا ٹیکس اثاثے ہیں جو ایک مخصوص مدت میں اثاثوں اور واجبات کی کتابی قیمت و منڈی کی قدر میں فرق کے باعث سامنے آتے ہیں۔

جدول 4.12: ایکویٹی پر منافع کے لحاظ سے بینکوں کی تقسیم						
۰۸ء		۰۷ء		۰۶ء		۱۰ ٹاؤں پر منافع
مجموعی ۱۰ ٹاؤں میں فیصد حصہ	بینکوں کی تعداد	مجموعی ۱۰ ٹاؤں میں حصہ	بینکوں کی تعداد	مجموعی ۱۰ ٹاؤں میں فیصد حصہ	بینکوں کی تعداد	
14.5	16	8.5	10	2.1	6	0 اور اس سے کم
16.5	7	2.8	3	3.5	3	0.5 تا 0 کے درمیان
7.4	5	1.5	3	9.9	6	0.5 تا 1 کے درمیان
61.6	12	87.2	23	84.5	24	1 فیصد اور اس سے زائد

ماخذ: بینک دولت پاکستان



2006ء کا 2008ء سے تقابلی بینکوں کی نفع یابی میں بگاڑ کی عکاسی کرتا ہے۔

بینکاری شعبے کی نفع یابی کے دیگر اظہاریوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۰ ٹاؤں اور ایکویٹی پر منافع میں کمی کے ساتھ ساتھ خالص سودی مارجن اور اوسط تقاوت میں معمولی اضافہ ہوا ہے۔ خالص سودی مارجن اور اوسط تقاوت 27 پیسے پوائنٹس اور 29 پیسے پوائنٹس اضافے کے ساتھ بالترتیب 5.3 فیصد اور 5.4 فیصد ہو گئے (شکل 4.33)۔ خالص سودی مارجن اور اوسط تقاوت کو بڑھانے والے عوامل میں بینکوں کی جانب سے خراب قرضوں کی معافی اور ترمیم کے بھاری اخراجات کو جذب کرنے کی کوششیں، مطلوبہ نقد محفوظی میں اضافے کے اثرات کو کم کرنے کے اقدامات (جو اکتوبر 08ء تک برقرار رہا)، بچت امانتوں کی شرح منافع پر کم از کم فلور کے نفاذ، شرح ہائے سود میں خاصی تغیر پذیری اور باز قدر پیمائی نقصانات کو کم کرنے کی کوششیں شامل ہیں۔

اوسط تقاوت کے مزید تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ قابل آمدنی ۱۰ ٹاؤں پر منافع 2008ء میں 118 پیسے پوائنٹس اضافے کے ساتھ بڑھ کر 10.8 فیصد ہو گیا۔ اسے بڑھانے والے عوامل میں اسٹیٹ بینک کے پالیسی ریٹ کا مجموعی طور پر 500 پیسے پوائنٹس اضافے کے ساتھ بڑھ کر 15 فیصد تک پہنچنا، حکومتی قرض

گیری کی بلند سطح اور سال کے دوسرے نصف حصے میں سیالیت کی دشواریاں شامل ہیں۔ سودی آمدنی کے اجزائے ترکیبی سے ظاہر ہوتا ہے کہ سال کے دوران قرضوں پر مارک اپ سودی آمدنی 87.4 ارب روپے کے اضافے کے ساتھ بڑھ کر 353.1 ارب روپے ہو گئی۔ تغیر پذیری کے تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ اس اضافے میں سے 52.4 فیصد (یا 45.8 ارب روپے) شرح سود کے بڑھنے جبکہ بقیہ 47.6 فیصد قرضوں کے حجم میں اضافے کا نتیجہ تھا (جدول 4.13)۔

دوسری جانب سال کے دوران فنڈز کی اوسط لاگت 90 پیسے پوائنٹس اضافے کے ساتھ بڑھ کر 5.4 فیصد ہو گئی ہے۔ اس اضافے کا اہم سبب یکم جون 08ء سے بچت امانتوں پر عائد کی جانے والی کم از کم شرح منافع اور شرح سود کا بڑھنا تھا جبکہ دیگر عوامل میں مجموعی امانتوں میں معین امانتوں کے حصے میں اضافہ، امانتیں جمع کرنے کے لیے بینکوں میں صحت مند مسابقت اور سی ڈی این ایس کے لیے مقابلہ شامل ہیں۔

سودی اخراجات کے اجزائے ترکیبی سے ظاہر ہوتا ہے کہ 08ء کے دوران امانت گزاروں کو ادائیگی جانے والے سود مارک اپ میں 54.9 ارب روپے اضافہ ہوا ہے۔

جدول 4.13: امانتوں پر صارفی قرضوں اور سودی اخراجات پر سودی آمدنی میں تبدیلی کے ذرائع (ارب روپے)				
سال کی رقم	تبدیلی کا سبب		گذشتہ برس کی رقم	
	شرح میں تغیر	حجم میں تغیر		
صارفی قرضوں پر سودی آمدنی				
2003ء	67.0	9.4	-29.4	87.1
2004ء	77.0	21.6	-11.6	67.0
2005ء	149.0	25.4	46.7	77.0
2006ء	222.2	35.7	37.5	149.1
2007ء	265.7	33.1	10.4	222.2
2008ء	353.1	41.6	45.8	265.7
امانتوں پر سودی اخراجات				
2003ء	33.4	10.1	-41.7	65.0
2004ء	28.2	6.5	-11.7	33.4
2005ء	59.9	5.6	26.2	28.2
2006ء	110	9.9	40.1	59.9
2007ء	151.6	17.5	24.1	110.0
2008ء	206.5	21.8	33.1	151.6

ماخذ: اسٹیٹ بینک کا حساب کتاب

سودی اخراجات میں مجموعی تبدیلی میں اس کا حصہ 87.2 فیصد بنتا ہے۔ امانتوں پر سودی اخراجات میں تبدیلی کے تجزیے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مجموعی تبدیلی میں سے 60.3 فیصد (33.1 ارب روپے) شرح میں تبدیلی کے باعث ہوئی جبکہ بقیہ 39.7 فیصد کی وجہ حجم میں تبدیلی ہے۔

غیر سودی آمدنی کی نمو میں سستی اور غیر سودی آمدنی کے اخراجات میں اضافے کا بھی نفع یا بی کی پست سطح میں حصہ رہا ہے۔ غیر سودی آمدنی میں صرف 6.5 فیصد اضافہ ہو سکا جبکہ گذشتہ برس یہ 30.7 فیصد کی بلند سطح پر تھا۔ نمو میں تیزی سے کمی کا اہم سبب وثیقہ جات کی فروخت یا انفکاک پر ہونے والے نقصانات ہیں۔ بینکوں کو شرح سود میں اضافے اور ایکویٹی زرخوں میں غیر معمولی کمی کی وجہ سے ان کی سرمایہ کاریوں کی باز قدر پیمائی پر بھاری نقصانات ہوئے ہیں۔ ایکویٹی سرمایہ کاری میں کے ایس ای 100 اشاریے پر 3 ماہ سے زائد تک فلور کے نفاذ نے قیمتوں کے تعین پر منفی اثرات مرتب کیے۔ طویل عرصے تک ایکویٹی سرمایہ

کاریوں کی مالیت میں نمایاں کمی امپیرمنٹ نقصانات کا سبب بنی ہے۔ مذکورہ غیر معمولی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اسٹیٹ بینک نے بینکوں کو ہدایات دیں کہ وہ ایکویٹیز، ٹی ایف سیز اور صلک کی محفوظ برائے تجارت سے دستیاب برائے فروخت یا محفوظ تا عرصیت کے زمروں میں از سر نو درجہ بندی کریں۔ اس کے علاوہ ایس ای سی پی اور اسٹیٹ بینک نے بینکوں کو اجازت دی کہ وہ 2008ء کے امپیرمنٹ نقصانات کا اندراج 2009ء کی چار سہ ماہیوں تک مؤخر کر سکتے ہیں۔ مزید برآں، بینکوں کو ان کے غیر ادا شدہ قرضوں پر ضمانت کی قیمت فروخت لازم کے 30 فیصد سے استغناء کی اجازت دی گئی۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ بہت کم بینکوں نے اس سہولت سے فائدہ اٹھایا کچھ نے محتاط رویہ اپناتے ہوئے سہولت سے فائدہ نہیں اٹھایا، گوکہ فائدہ نہ اٹھانے کی ایک اور وجہ غالباً یہ تھی کہ سالانہ آڈٹ شدہ کھاتوں کی تکمیل سے قبل ضمانت کی دوبارہ قدر پیمائی کے لیے کافی وقت نہ تھا۔

خلاصہ یہ کہ 2008ء کے دوران بینکاری شعبے کی مجموعی نفع یابی کی سطح گذشتہ برس کے مقابلے میں کم رہی۔ دشوار ماحول کی وجہ سے بڑے بینکوں کی نفع یابی میں معمولی کمی آئی ہے جبکہ چھوٹے بینک سب سے زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔ اگرچہ موجودہ معاشی صورتحال اور بڑھتا ہوا خطرہ قرض بینکاری شعبے کے منافع کو مزید متاثر کر سکتا ہے تاہم زری پالیسی میں نرمی اور ایکویٹی زرخوں میں اضافے (جیسا کہ 2009ء کی پہلی ششماہی میں دیکھنے میں آیا تھا) سے بینکوں کو رواں برس اپنی نفع یابی کو بہتر بنانے میں مدد مل سکتی ہے۔

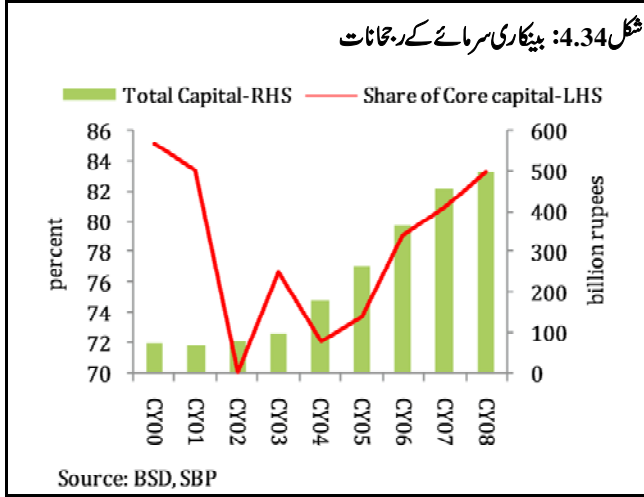
4.4.2 ادائیگی قرض کی صلاحیت اور کفایت سرمایہ

کاروباری سرگرمیوں سے ہونے والے نقصانات کو جذب کرنے کا آخری ذریعہ سرمایہ ہے۔ اثاثوں کی باز قدر پیمائی پر مجموعی نقصانات منافع اور خسارہ رفاصل کو بینکوں کی سرمایہ جاتی بنیاد سے براہ راست چارج کیا جاتا ہے۔ بینکوں کی جانب سے اپنے فریضے کی محفوظ و مستحکم انجام دہی کے لیے سرمائے کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے اسٹیٹ بینک سال 04ء سے کم از کم سرمائے کی حد میں مرحلہ وار اضافے پر عملدرآمد کر رہا ہے۔ خصوصاً، آخر 2003ء پر کم از کم سرمائے کی حد ایک ارب روپے تھی جسے بڑھا کر 10 ارب روپے کر دیا گیا ہے اور اس پر دسمبر 13ء تک عملدرآمد کیا جائے گا۔³³ دسمبر 08ء کو ختم ہونے والے سال کے لیے کم از کم سرمائے کی حد 5 ارب روپے اور کم از کم شرح کفایت سرمایہ 9 فیصد تھی۔ بازل دوم کا نفاذ بینکوں کی سرمایہ جاتی بنیاد کو ان کے خاکہ خطر کے مطابق مستحکم بنانے کی سمت اٹھایا جانے والا ایک اور اہم قدم ہے۔ مذکورہ تمام اقدامات سے بینکوں کی سرمایہ جاتی بنیاد کو بہتر بنانے میں مدد ملی ہے۔ اس کا تجزیہ ذیل میں کیا گیا ہے۔³⁴

³³ ٹی ایس ڈی سرکلر نمبر 7 تاریخ 15 اپریل 2009ء۔

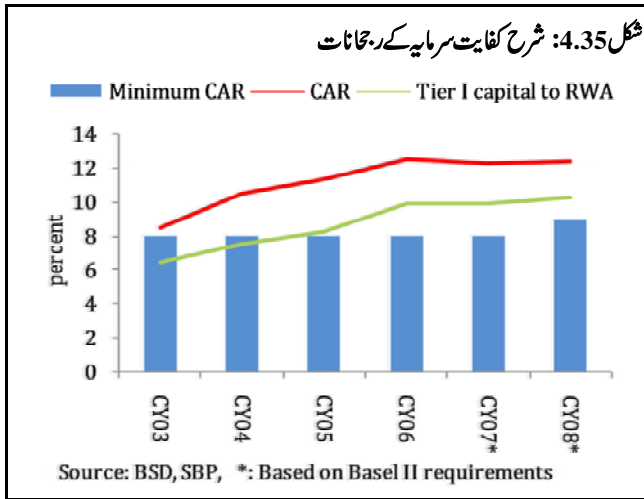
³⁴ کم از کم سرمائے کی بلند حد نے بینکاری شعبے میں انضمام و تجویل کی راہ ہموار کی ہے، جن پر اسٹیٹ بینک مالی استحکام کا جائزہ 2006ء میں ”مالی شعبے کی کجیائی“ کے باب میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔

2008ء کے دوران بینکوں کی مجموعی ایکویٹی 3.4 فیصد نمو کے ساتھ بڑھ کر 563.1 ارب روپے ہو گئی ہے۔ یہ نمو گزشتہ برس کی 37 فیصد نمو کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ اس کی وجوہات یہ ہیں (1) بینکوں کی مجموعی نفع یابی میں کمی کے باعث غیر مختص منافع میں کمی اور (2) اثاثوں کی باز قدر پیمائی کے فاضل میں خاصی کمی۔³⁵ کم از کم سرمائے کی حد کے لیے مقررہ سرمائے (نقصانات کا خالص) میں ہونے والی تبدیلیاں بھی نمایاں ہیں۔ خصوصاً، 2008ء میں بینکوں کے سرمائے میں 40.2 ارب روپے کا اضافہ ہوا جو گزشتہ برس 93.4 ارب روپے کے مقابلے میں بہت کم ہے۔³⁶ تاہم، مشکل معاشی صورتحال اور ایکویٹی منڈیوں کی مایوس کن کارکردگی کو مد نظر رکھتے ہوئے 2008ء کے دوران سرمائے میں 8.8 فیصد اضافے



کو اطمینان بخش قرار دیا جاسکتا ہے کیونکہ مذکورہ عوامل کے باعث بینکوں کو اپنی ایکویٹی بنیاد مضبوط بنانے کے لیے رقوم جمع کرنے (راستہ اجرائیوں کے ذریعے) میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ محتاطیہ ضوابط کے مطابق سرمائے کی بنیاد اور ضمنی اجزا میں تقسیم سے ظاہر ہوتا ہے کہ سال کے دوران بنیادی سرمائے میں 43.7 ارب روپے کا اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ دوسری جانب، ضمنی سرمائے میں 3.5 ارب روپے کی کمی ہوئی ہے۔ نتیجتاً، مجموعی سرمائے میں بنیادی سرمائے کا حصہ بڑھ کر 83.3 فیصد ہو گیا ہے جو گزشتہ برس 81 فیصد تھا (شکل 4.34)۔ سرمائے کے معیار میں بتدریج بہتری کا سبب کم از کم سرمائے کی حد میں اضافہ ہے۔

کم از کم سرمائے کی حد کی مطلق رقوم کے علاوہ بینکوں کے لیے خطرہ بہ وزن اثاثوں کے مطابق سرمائے کو برقرار رکھنا بھی ضروری ہے۔ کم از کم سرمائے اور خطرہ بہ وزن اثاثوں کا تناسب 2008ء میں 9 فیصد تھا۔ شرح کفایت سرمایہ کو جانچنے سے قبل خطرہ بہ وزن اثاثوں کی کچھ تفصیلات کے بیان سے بینکوں میں خطرات برداشت کرنے کی صلاحیت کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔ تمام بینکوں کے خطرہ بہ وزن اثاثے 8.4 فیصد نمو کے ساتھ بڑھ کر 4,050 ارب روپے تک پہنچ گئے۔ اگرچہ یہ نمو اثاثوں میں ہونے والی مجموعی توسیع سے ہم آہنگ ہے لیکن یہ سال کے دوران قرضوں میں ہونے والے 18.4 فیصد اضافے سے خاصی کم ہے جو بڑھ کر 3,182.6



ارب روپے ہو گئے ہیں۔ قرضوں اور خطرہ بہ وزن اثاثوں کے مابین نمو کے فرق کا سبب قرضوں کی شعبہ جاتی تقسیم ہے: پی ایس ایز اور وفاقی حکومت کو اجناس کی سرگرمیوں³⁷ کے لیے قرضوں میں خاصا اضافہ ہوا ہے کیونکہ یہ قرضے خطرات میں کم وزن کے حامل ہوتے ہیں۔

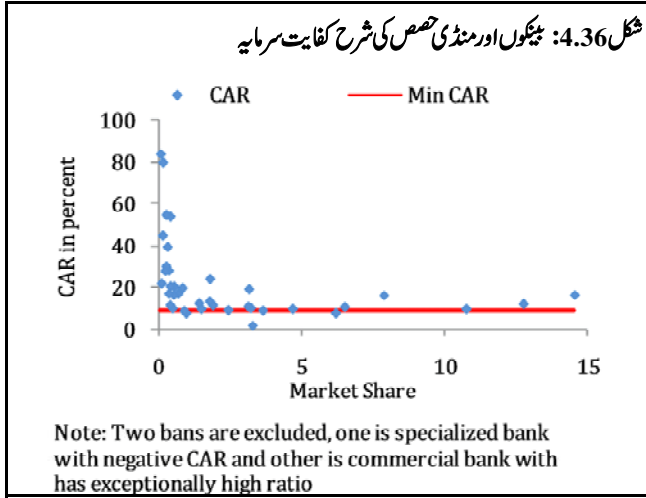
2008ء میں بازل دوم کے تحت کم از کم سرمائے کی 9 فیصد حد کے مقابلے میں تمام بینکوں کی شرح کفایت سرمایہ 12.3 فیصد رہی (شکل 4.35)۔ حتیٰ کہ بنیادی سرمائے اور خطرہ بہ وزن اثاثوں کا 10.3 فیصد تناسب مجوزہ حد سے زیادہ ہے۔ مزید برآں، گزشتہ برس کے مقابلے میں اس تناسب میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی۔

یہ ایک خوش آئند پیش رفت ہے کیونکہ زیر تجزیہ مدت کے دوران تمام معاشی مبادیات میں خاصا بگاڑ دیکھنے میں آیا ہے۔ تاہم، اثاثہ جاتی معیار میں بگاڑ کے تاخیر سے مرتب ہونے والے اثرات کے کچھ بینکوں کے سرمائے کی پوزیشن کے لیے مضمرات ہو سکتے ہیں۔

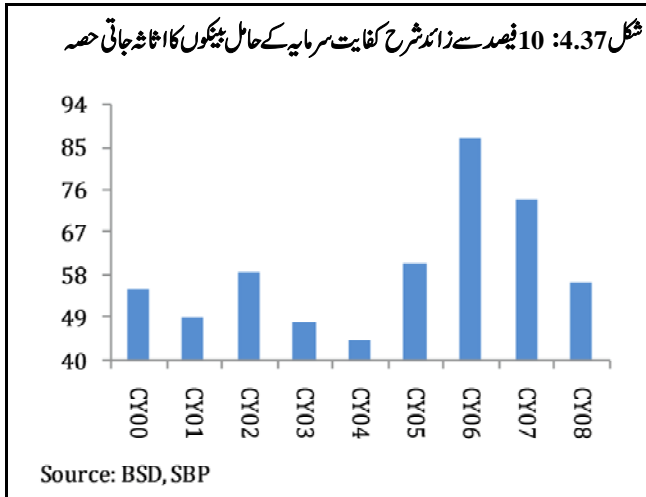
³⁵ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ 2008ء کے دوران بینکاری شعبے کو اس کے معین اثاثوں پر 63.1 ارب روپے کا باز قدر پیمائی فاضل حاصل ہوا تھا جبکہ مالی اثاثوں پر 131.6 ارب روپے کا باز قدر پیمائی خسارہ ہوا تھا۔
³⁶ 2007ء غیر معمولی سال تھا۔ اس سال کرنل بینکوں کے ادا شدہ سرمائے میں 32.7 ارب روپے کا اضافہ ہوا۔ یہ بھاری اضافہ خریداری کے ایک سوڈے کی بنا پر ہوا جس کے نتیجے میں نظام میں زبردست سیالیت داخل ہوئی۔

³⁷ تفصیلات کے لیے خطرہ قرض سے متعلق سیکشن دیکھئے۔

بینک واری معلومات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اثاثوں میں 89.4 فیصد حصہ رکھنے والے 40 میں سے 36 بینکوں کی شرح کفایت سرمایہ 9 فیصد سے زائد ہے۔ کم از کم مقررہ تناسب کے حامل 4 بینکوں میں سے 2 سرکاری بینک (ایک کمرشل اور دوسرا تخصیصی) اور 2 نجی بینک شامل ہیں۔ دونوں کی شرح کفایت سرمایہ 8 فیصد کی حد کے اندر ہے۔ ان میں سے ایک بینک صف اول کے دس بینکوں میں شامل ہے جبکہ دوسرا ایک چھوٹا کمرشل بینک ہے جس کا منڈی میں حصہ 1 فیصد بتا ہے۔ شرح کفایت سرمایہ کے گراف سے ظاہر ہوتا ہے کہ درمیانے حجم کے حامل متعدد بینکوں کی شرح کفایت سرمایہ کم از کم تناسب کے قریب قریب ہے (شکل 4.36)۔ تاہم کچھ چھوٹے بینکوں کی شرح کفایت سرمایہ مقررہ تناسب سے زیادہ ہے۔ یہ چھوٹے بینک غیر ملکی اور نجی شعبے کے اسلامی بینک ہیں۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ کچھ چھوٹے نجی بینک جن کے خاکہ خطر (خصوصاً سیالیت) میں نمایاں اضافہ ہوا ہے اور انہیں سال کے دوران نقصان اٹھانا پڑا، ان کی شرح کفایت سرمایہ بھی مقررہ تناسب کے قریب ہے۔ یہ صورتحال نظام میں کمزور بینکوں کی موجودگی کو ظاہر کرتی ہے۔



شرح کفایت سرمایہ کے لحاظ سے بینکوں کی درجہ بندی سے ظاہر ہوتا ہے کہ منڈی کے اثاثوں میں 22.5 فیصد حصہ رکھنے والے پانچ بینکوں کی شرح کفایت سرمایہ 9 سے 10 فیصد کے درمیان ہے۔ یہ تمام بینک درمیانے تا بڑے حجم کے نجی کمرشل بینک ہیں۔ سادہ حساب کتاب سے ظاہر ہوتا ہے کہ 2008ء میں 10 فیصد سے زائد شرح کفایت سرمایہ کے حامل بینکوں کا اثاثوں میں حصہ کم ہو کر 56.3 فیصد ہو گیا ہے جو گذشتہ برس 73.8 فیصد تھا (شکل 4.37)۔ اس سے بینکوں کے کفایت سرمایہ میں کسی حد تک بگاڑ کی عکاسی ہوتی ہے۔

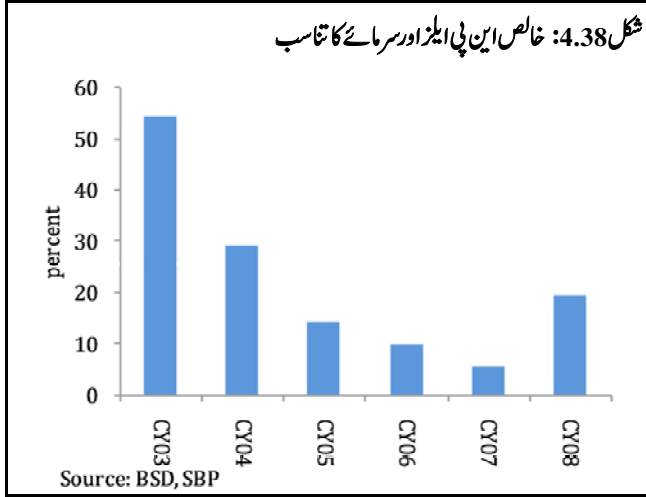


سرمائے کے بعض اظہاریوں کے تجزیے سے اس بات کی عکاسی ہوتی ہے کہ 2008ء کے دوران مجموعی طور پر بینکوں کی شرح کفایت سرمایہ 9 فیصد کی کم از کم حد سے کافی زیادہ تھی۔ گذشتہ سال کے مقابلے میں سرمائے کے معیار میں بھی بہتری آئی ہے۔ 2008ء میں شرح کفایت سرمایہ کو تقریباً گذشتہ برس کی سطح پر رکھنا مثبت پیش رفت ہے۔ تاہم، بینک واری معلومات کفایت سرمایہ میں کچھ بگاڑ کو ظاہر کرتی ہیں۔ مالی مشکلات کا شکار کچھ چھوٹے نجی بینکوں کی شرح کفایت سرمایہ کم از کم حد سے نیچے ہے۔ اثاثہ جات میں بگاڑ کے تاخیر سے مرتب ہونے والے اثرات ان بینکوں کی سرمایہ جاتی بنیاد کے لیے خطرہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ اس مسئلے پر اگلے حصے میں بات کی گئی ہے۔

4.4.3 بینکاری شعبے کی استقامت

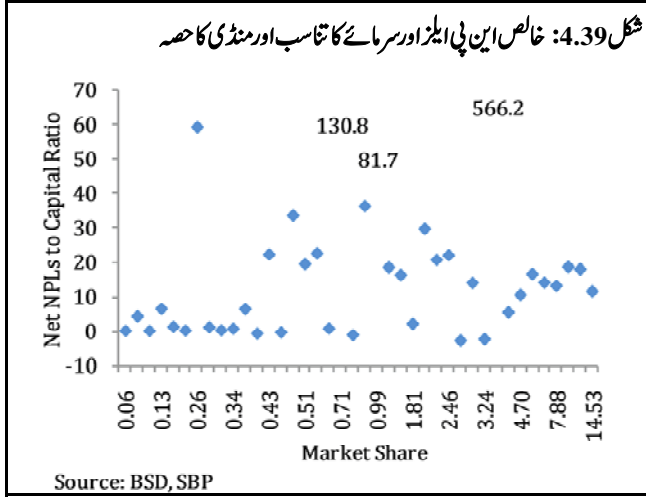
بینکاری شعبے کے خاکہ خطر اور خطرہ برداشت کرنے کی صلاحیت کا تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ 2008ء میں خاکہ خطر میں خاصی کمزوری آئی ہے جبکہ خطرہ برداشت کرنے کی صلاحیت مستحکم رہی ہے اور صرف چند چھوٹے بینکوں میں بگاڑ دیکھنے میں آیا ہے۔ اثاثہ جاتی معیار میں بگاڑ بینکوں میں خطرات برداشت کرنے کی صلاحیت پر تاخیر سے اثرات مرتب کرتا ہے۔ اس سیکشن میں اس مسئلے پر تفصیلی بات کی گئی ہے۔ ایک عامل حساسیت کے تجزیے کے نتائج کو بھی بینکاری شعبے کی استقامت کا جائزہ لینے کے لیے جانچا گیا ہے۔

بینکاری شعبے کی سرمایہ جاتی بنیاد کے خطرے کا ایک اور اہم اظہاریہ خالص غیر ادا شدہ قرضوں کی قوم ہیں (غیر ادا شدہ قرضے علاوہ تموین)۔ جیسا کہ خطرہ قرض کے

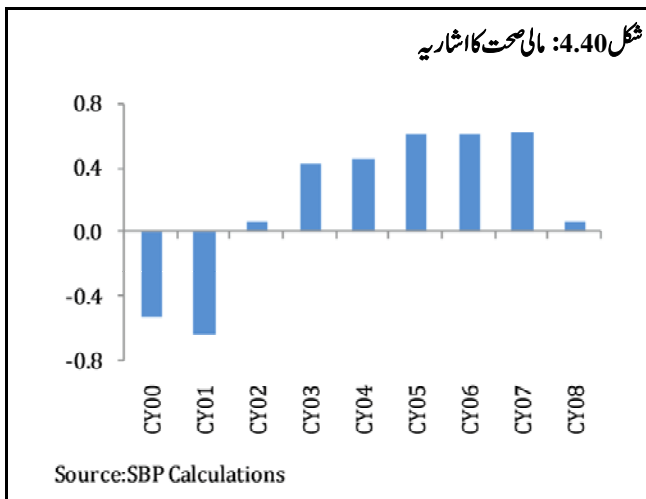


سیکشن میں بیان کیا جا چکا ہے کہ بینکاری شعبے کے خالص غیر ادا شدہ قرضے آخر 2008ء تک بڑھ کر 109.3 ارب روپے تک پہنچ گئے ہیں جبکہ گذشتہ برس یہ 30.4 ارب روپے کی سطح پر تھے۔ یہ سال کے دوران 3.6 گنا اضافے کو ظاہر کرتا ہے۔ خالص غیر ادا شدہ قرضوں اور سرمائے کا تناسب بڑھ کر 19.4 فیصد ہو گیا جو گذشتہ برس 5.6 فیصد تھا (شکل 4.38)۔ اگر بینکوں کی سرمایہ جاتی بنیاد سے خالص غیر ادا شدہ قرضوں کو براہ راست معاف کر دیا جائے تو مجموعی شرح کفایت سرمایہ 9.9 فیصد رہ جائے گی جو کہ 9 فیصد کی کم از کم مقررہ حد سے زیادہ ہے۔ اس لیے، مجموعی بنیادوں پر سرمایہ جاتی بنیاد کو لاحق خطرات قابل انتظام حدود میں ہیں لیکن انفرادی بینکوں کے لیے ایسا نتیجہ اخذ کرنا ممکن نہیں ہے۔

بینک وارجائزے سے عکاسی ہوتی ہے کہ منڈی میں 8.3 فیصد حصے کے مالک 40 میں سے 7 بینکوں کے خالص غیر ادا شدہ قرضوں اور سرمائے کا تناسب منفی ہے۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ ان بینکوں کے سرمائے کو کسی قسم کا فوری خطرہ لاحق نہیں (شکل 4.39)۔ اسی طرح، اثاثوں میں 77.9 فیصد حصہ رکھنے والے 20 بینکوں کے متعلقہ تناسبات 0 تا 20 فیصد تک ہیں۔ توقع ہے کہ یہ بینک اپنی سرمایہ جاتی بنیاد پر خالص غیر ادا شدہ قرضوں کے خاطر خواہ اثرات کا بہتر بندوبست کر سکتے ہیں۔ تاہم، 2 بینکوں کا تناسب 100 فیصد سے زائد ہے۔ ان میں سے ایک درمیانے درجے کا کمرشل بینک اور دوسرا چھوٹا بینک ہے۔ اگرچہ ان بینکوں سے بینکاری شعبے کو نظمی خطرات لاحق نہیں ہو سکتے لیکن اس بارے میں اسٹیٹ بینک اور ان بینکوں کی انتظامیہ کے درمیان قریبی رابطہ ضروری ہے تاکہ اس مسئلے کو حل کیا جاسکے۔



دو مزید بینکوں کے خالص غیر ادا شدہ قرضوں اور سرمائے کے تناسبات 59.1 فیصد اور 81.7 فیصد ہیں۔ ان میں سے ایک سرکاری تخصیصی بینک جبکہ دوسرا کمرشل بینک ہے جس کے اثاثوں کا حصہ 0.7 فیصد بنتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ چھوٹے حجم کے چند بینکوں کو خالص غیر ادا شدہ قرضوں کے حجم کی بلند سطح کے باعث اپنے سرمائے کے ختم ہونے کے شدید خطرات لاحق ہیں۔ 2008ء کے دوران بینکاری شعبے کی مجموعی صحت میں کچھ بگاڑ دیکھنے میں آیا۔ مالی صحت کا اشاریہ کفایت سرمایہ، اتناثر جاتی معیار، نفع یابی و سیالیت جیسے اظہار یوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ مجموعی طور پر مثبت صورتحال پیش کر رہا ہے لیکن اس میں کسی حد تک بگاڑ کا عنصر بھی موجود ہے (شکل 4.40)۔



بینکاری شعبے کی استقامت کی مزید جانچ یک عامل حساسیت کے تجزیے سے کی جاسکتی ہے۔³⁸ یہ خطرات کے تین اہم عوامل پر مشتمل ہوتا ہے جس میں خطرہ قرض،

³⁸ اس سیکشن میں استعمال ہونے والی معلومات اسٹیٹ بینک کے شعبہ بینکاری نگرانی نے فراہم کی ہیں۔ نتائج آخر دسمبر 2008ء کے غیر آڈٹ شدہ ماہی اعداد و شمار پر مشتمل ہیں۔

منڈی کا خطرہ اور خطرہ سیالیت شامل ہیں۔ خطرات کے عوامل میں تبدیلی کی شدت (یاد باؤ کی جانچ کے تحت 'دھچکا') ہر متغیر میں تاریخی تغیر پذیری اور مستقبل کی حرکت پذیری کے تجزیے پر مبنی ہے۔ اس تجزیے میں استعمال ہونے والے دھچکوں کا خلاصہ جدول 4.14 میں دیا گیا ہے۔ ان دھچکوں کے اثرات کا تعین بازل دوم فریم ورک پر مبنی بینکاری نظام کی شرح کفایت سرمایہ سے کیا گیا ہے۔ اس عمل میں کئی مفصل اور مضمر مفروضوں کو استعمال کیا گیا ہے۔³⁹

جدول 4.14: خطرات کے عوامل کے دھچکے اور شرح کفایت سرمایہ پر اثر		
دھچکے	شرح کفایت سرمایہ پر اثر	دھچکے کے بعد شرح کفایت سرمایہ
خطرہ قرض		
سی-1: 15 فیصد ادا شدہ قرضوں کی ذیلی معیار میں منتقلی، 15 فیصد ضمنی معیار کی مشکوک، 25 فیصد کی مشکوک سے نقصان میں منتقلی	(2.44)	9.78
سی-2: قرضہ جاتی درجہ بندی کی سخت گیری: اداے ای ایم کے تحت تمام غیر ادا شدہ قرضوں کے لیے 25 فیصد تنوین، ضمنی معیار کے حامل تمام غیر ادا شدہ قرضوں کے لیے 50 فیصد اور مشکوک زمرے کے غیر ادا شدہ قرضوں کے لیے 100 فیصد تنوین درکار ہوتی ہے۔	(0.93)	11.33
سی-3: ٹیکسٹائل شعبے کے قرضوں میں بگاڑ (25 فیصد) کو براہ راست مشکوک زمرے میں شامل کر دیا گیا	(1.48)	10.70
سی-4: 25 فیصد صارتی قرضوں (کار، ذاتی و صارتی پائیدار ایشیا) کی درجہ بندی مشکوک زمرے میں کی جاتی ہے	(0.58)	11.62
خطرہ منڈی: خطرہ شرح سود		
آئی آر-1: شرح سود میں 500 پیس پوائنٹس کا اضافہ	(0.77)	11.47
آئی آر-2: تبدیلی کے ساتھ ساتھ تین عرصتوں میں بالترتیب 500، 300 اور 200 پیس پوائنٹس کے اضافے سے خط یافت کام جھکاؤ	(0.36)	11.86
خطرہ منڈی: خطرہ شرح مبادلہ		
ای آر-1: شرح مبادلہ میں 25 فیصد کمی	(0.03)	12.18
ای آر-2: شرح مبادلہ میں 25 فیصد اضافہ	0.03	12.24
ای آر-3: تمام کرنسیوں کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں کمی (25 فیصد) اور غیر پیش بند زرمبادلہ قرضوں میں بگاڑ	(0.86)	11.33
خطرہ منڈی: خطرہ ایکویٹی زرخ		
ای کیو-1: ایکویٹی زرخوں میں 50 فیصد کمی	(0.87)	11.32
ای کیو-2: ایکویٹی زرخوں میں 60 فیصد کمی	(0.98)	11.22
ای کیو-3: ایکویٹی زرخوں میں 70 فیصد کمی	(1.08)	11.11
خطرہ سیالیت*		
ایل آر: صارتی امانتوں کا 2 فیصد، 5 فیصد، 10 فیصد اور 10 فیصد تک نکلوایا جانا	4	8
* چوتھے اور پانچویں روز غیر سیال بینکوں کی تعداد ماخذ: اسٹیٹ بینک کا حساب کتاب		

نتیجے سے ظاہر ہوتا ہے کہ شرح کفایت سرمایہ کے لحاظ سے خطرہ قرض کو سب سے اہم خطرے کی حیثیت حاصل ہے۔ سی ون دھچکے سے بینکوں کی مجموعی شرح کفایت سرمایہ 2.44 فیصدی درجے کی کے ساتھ 9.78 فیصد ہونے کی توقع ہے جبکہ دھچکے کے بعد مجموعی شرح کفایت سرمایہ کم از کم حد سے زیادہ ہے اور اس میں 15 بینکوں کے 9 فیصد کی سطح سے نیچے جانے کا امکان ہے۔ دھچکے سے پہلے 4 بینکوں کو ایسی صورتحال درپیش تھی جبکہ فرضی دھچکے نے 2 بینکوں کی ساری سرمایہ جاتی بنیاد کو ختم کر دیا۔ ان میں سے ایک سرکاری کمرشل بینک جبکہ دوسرا خصوصی بینک ہے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ دھچکے کے بعد 5 بڑے بینکوں میں سے 3 کی شرح کفایت سرمایہ کے کم از کم حد سے نیچے جانے کا امکان ہے اور اسی طرح متعدد چھوٹے بینکوں کی شرح کفایت سرمایہ بھی اتنی رہے گی۔

بینکاری شعبے کے استحکام کے لیے قرضے کے ارتکاز کا خطرہ بھی باعث تشویش ہے۔ مجموعی قرضوں میں 19.5 فیصد حصہ رکھنے والے ٹیکسٹائل شعبے کے قرضہ جاتی معیار میں بگاڑ بینکوں کی شرح کفایت سرمایہ پر نمایاں اثرات مرتب کر سکتا ہے۔ جیسا کہ مفروضے سے ظاہر ہے، اگر ٹیکسٹائل شعبے کے 25 فیصد قرضے تنزل کے بعد مشکوک زمرے میں شامل ہو جائیں تو بینکوں کی شرح کفایت سرمایہ 1.48 فیصدی درجے کی کے بعد 10.7 فیصد ہو جائے گی۔ ایسے دھچکے کے نتیجے میں 9 بینکوں کی شرح کفایت سرمایہ مقررہ حد سے نیچے چلی جائے گی۔ یہ امر باعث تشویش ہے کہ اس تعداد میں 5 بڑے بینکوں میں سے دو اور دوسری سطح کے بڑے بینک شامل ہیں۔

منڈی کے خطرے میں شرح ہائے سود میں 500 پیس پوائنٹس کا اضافہ بینکوں کی شرح کفایت سرمایہ کو 77 فیصد پیس پوائنٹس کی کمی کے بعد 11.5 فیصد کر سکتا ہے۔ 7 چھوٹے تا درمیانے درجے کے بینکوں کی شرح کفایت سرمایہ اس معاملے میں کم از کم حد سے نیچے جاسکتی ہے تاہم دھچکے کے بعد تمام پانچ بڑے بینکوں کی شرح کفایت سرمایہ 10 فیصد کی سطح تک رہنے کا امکان ہے۔ خطرہ شرح سود کے مضبوط سرمایہ جاتی بنیاد کے حامل صرف ایک بڑے بینک پر نمایاں اثرات مرتب ہو سکتے ہیں جبکہ دیگر بڑے بینکوں پر اس کا معمولی اثر پڑے گا۔

³⁹ یاد باؤ کی جانچ کے بارے میں رہنما خطوط، بی ایس ڈی سرکولر نمبر 05 بتاریخ 27 اکتوبر 2005ء۔

خطرہ شرح مبادلہ پر براہ راست اثر بہت محدود ہے۔ شرح مبادلہ میں 25 فیصد مفروضہ تخفیف یا اضافہ قدر مجموعی طور پر تمام بینکوں کی شرح کفایت سرمایہ کو صرف 3 فیصد پیس پوائنٹس تک متاثر کرے گا جو بینکوں کے براہ راست محدود زرمبادلہ اکتشاف کو مد نظر رکھتے ہوئے حیران کن معلوم نہیں ہوتا۔ تاہم، غیر پیش بند زرمبادلہ قرضوں میں بگاڑ کے نتیجے میں دھچکے کی شدت میں اضافے کو مد نظر رکھتے ہوئے شرح کفایت سرمایہ کے اثرات 86 پیس پوائنٹس ہونے کا امکان ہے۔ دھچکے کے بعد اس کی مجموعی شرح کفایت سرمایہ 11.3 فیصد جبکہ مقررہ حد سے کم شرح کفایت سرمایہ رکھنے والے بینکوں کی تعداد بڑھ کر 7 ہو سکتی ہے جو دھچکے سے قبل 4 تھی۔ اس خطرے میں خاصے اکتشاف کے حامل بینکوں میں درمیانے تا بڑے حجم کے بینک شامل ہیں۔

بینکوں کے لیے ایکویٹی کے خطرے کی شدت خاصی حد تک قابو میں معلوم ہوتی ہے۔ ایک ممکنہ وجہ بینک کی ایکویٹی کی شرح فیصد کے لحاظ سے ایکویٹی سرمایہ کاریوں پر محتاطیہ حدود ہیں جنہیں محتاطیہ ضوابط میں بیان کیا گیا ہے۔ ایکویٹی زرخوں میں 70 فیصد کی مضبوط دھچکے سے شرح کفایت سرمایہ 108 پیس پوائنٹس کی بعد 11.11 فیصد ہو جائے گی۔ بینک وار معلومات سے ظاہر ہوتا ہے کہ 9 تا 10 فیصد شرح کفایت سرمایہ کے حامل متعدد بینکوں کی تعداد 8 ہو سکتی ہے جبکہ اس سے قبل 3 بینک اس حد میں آتے تھے۔ اس فہرست میں 6 میں سے 3 بڑے بینک اور 3 چھوٹے نجی بینک شامل ہیں۔

آخر میں مسلسل 5 دنوں تک امانتیں نکلوانے کو خطرہ سیالیت کے لیے دھچکا فرض کیا گیا ہے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ رقم نکلوانے کی فرض کی گئی مدت 2008ء کے دوران پیدا ہونے والی سیالیت کی عارضی قلت کی مدت کے مقابلے میں خاصی زیادہ ہے۔ نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ تین روز تک 5، 2 اور 10 فیصد تک امانتیں نکلوانے سے کوئی بینک غیر سیال نہیں ہوا جبکہ چار بینکوں کو دھچکے کے چوتھے دن سیالیت کی قلت کا سامنا کرنا پڑا۔ پانچویں روز غیر سیال بینکوں کی تعداد بڑھ کر 8 ہو گئی۔ ان میں زیادہ تر چھوٹے اور درمیانے حجم کے نجی بینک شامل ہیں۔

مختصراً حساسیت کے تجربے کی تفصیلات سے ظاہر ہوتا ہے کہ شعبہ بینکاری معتدل اور مضبوط نوعیت کے بعض دھچکوں کو برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے لیکن کچھ چھوٹے اور درمیانے حجم کے نجی بینکوں کو مشکلات پیش آ سکتی ہیں۔ قرض اور ارتکاز کے خطرات کا انتظام کرنا اہم چیلنج ہے کیونکہ یہ خطرات (انفرادی حیثیت میں جانچے گئے) نظام میں اہمیت کے حامل بعض بینکوں کو متاثر کر سکتے ہیں۔ منڈی کا خطرہ خاصاً قابو میں معلوم ہوتا ہے: پانچ بڑے بینکوں میں سے کوئی بھی خطرہ شرح سود سے متاثر نہیں ہوا ہے جبکہ ایکویٹی زرخوں کو ایک شدید دھچکا لگنے کی صورت میں صرف 2 بینکوں کی شرح کفایت سرمایہ میں بگاڑ دیکھنے میں آیا ہے۔ بینک عام طور پر خطرہ سیالیت سے نمٹنے کی بہتر پوزیشن میں ہوتے ہیں جو رقم کے مسلسل نکلوانے جانے کے باعث پیش آتا ہے اور ابتدائی تین دنوں تک بینکوں کو کسی مسئلے کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

4.5 ماحصل

2008ء کے دوران بینکاری شعبے کے مجموعی خاکہ خطر میں خاصی تبدیلیوں کے باوجود اس کے مالی استحکام کو اطمینان بخش قرار دیا جا سکتا ہے۔ بینکاری شعبہ عدم استحکام کی کوئی بھی علامت ظاہر کیے بغیر نمایاں نقصانات کو جذب کرنے میں کامیاب رہا۔ سیالیت کے دباؤ سے اسٹیٹ بینک کے پالیسی اقدامات کی مدد سے نمٹا گیا۔ مالی استحکام کے اظہاریوں کے لحاظ سے نظمی اہمیت کے حامل بینکوں میں سے کسی کو بھی بڑے چیلنج کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ مجموعی مالی صحت کا اشاریہ ابھی تک مثبت ہے۔ تاہم، کچھ چھوٹے اور درمیانے حجم کے حامل بینکوں کو مشکلات کا سامنا ہے۔ ان بینکوں میں سیالیت کی پوزیشن کو ابھی تک 2008ء کی تیسری و چوتھی سہ ماہی میں آنے والے سیالیت کے دباؤ سے باہر نکلنا ہے۔ اثاثہ جاتی معیار میں بگاڑ کے تاخیر سے مرتب ہونے والے اثرات بھی ان کے لیے مشکلات پیدا کر سکتے ہیں۔ اگرچہ نظمی لحاظ سے یہ بینک اہمیت کے حامل نہیں ہیں لیکن نظام میں کمزور بینکوں کی موجودگی سے مالی استحکام کی کمزوریوں کی عکاسی ہوتی ہے۔

مفروضہ دھچکوں کی حساسیت کا تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ بینکاری شعبے میں مجموعی طور پر معتدل اور مضبوط نوعیت کے بعض دھچکوں کو سنبھالنے کی صلاحیت موجود ہے۔ مالی استحکام کے تحفظ میں قرضوں اور ارتکاز کے خطرات کو زیادہ توثیق کا باعث سمجھا جاتا ہے۔ بینکوں کی سیالیت کی پوزیشن میں نمایاں بگاڑ کے باوجود خطرہ سیالیت اسٹیٹ بینک کی لازمی شرح سیالیت کے باعث پست سطح پر ہے۔ بینک وار معلومات ظاہر کرتی ہے کہ خطرات کے مذکورہ عوامل میں بگاڑ کی صورت میں کمزور بینکوں کو مالی مشکلات پیش آ سکتی ہیں۔

2009ء میں خطرات کے بعض عوامل میں موافق تبدیلی خاصی اطمینان بخش ہے۔ گرانی کے دباؤ میں کمی کے باعث زری موقف میں نرمی، معاشی مبادیات میں بتدریج

بجالی، کراچی اسٹاک ایکس چینج میں معمول کی کاروباری سرگرمیوں کی بجالی اور شرح مبادلہ میں استحکام خوش آئند پیش رفت ہے۔ امانتوں کی نمو میں اضافہ شروع ہو گیا ہے اور خطرہ قرض اور خطرہ سیالیت کے تناظر میں بینکوں کے اثاثہ جات کے اجزائے ترکیبی میں بہتری آئی ہے۔ اسٹیٹ بینک کی جانب سے سرمائے کی حد میں (نقصانات نکال کر) میں ایک ارب روپے کے اضافے سے توقع ہے کہ بینکوں میں نقصانات کو برداشت کرنے کی صلاحیت مزید بڑھے گی۔ بینکاری شعبے کی سرمایہ جاتی بنیاد میں توسیع کے علاوہ کم از کم سرمائے کی شرط بھی انضمام و تحویل کے مزید سودوں کی راہ ہموار کر سکتی ہے۔ بعض محتاط پالیسی اقدامات پر عملدرآمد مکمل ہونے سے امکان ہے کہ 2009ء کے دوران بینکاری شعبے کے استحکام کو مزید تقویت حاصل ہوگی۔

مالی سال 2009ء کی پہلی ششماہی میں بینکاری شعبے میں ہونے والی پیش رفت: ایک مختصر جائزہ⁴⁰

2008ء بینکاری شعبے کے لیے ایک دشوار سال تھا اور اس میں خطرات کے مختلف عوامل نے بینکاری شعبے کی استقامت کا سخت امتحان لیا۔ بینکاری شعبہ مجموعی حیثیت میں ان چھپوں سے نمٹنے میں کامیاب رہا اور اس کے استحکام کو سنگین خطرات لاحق نہیں ہوئے تاہم چند چھوٹے بینکوں کو ابھی تک مشکلات کا سامنا ہے۔ سال کے دوران بعض مالی اظہاریوں میں نمایاں بگاڑ دیکھنے میں آیا۔ مذکورہ حالات کے باعث 2009ء کے آغاز میں بینکاری شعبے کو چند مالی طور پر کمزور چھوٹے بینکوں، اثاثہ جاتی معیار میں بگاڑ کے تاخیر سے مرتب ہونے والے اثرات کے باعث سرمایہ جاتی بنیاد کو لاحق سنگین خطرات، منڈی کے خطرے وارننگز کی بلند سطح اور پریشان کن معاشی صورتحال کا سامنا تھا۔ حکومت کی جانب سے نومبر 08ء میں آئی ایم ایف سے طے پانے والے اسٹینڈ بائی اریجمنٹ (ایس بی اے) کی مدد سے معاشی استحکام پروگرام پر جارحانہ عملدرآمد نے 2009ء کے ابتدائی مہینوں میں معاشی ماخوذیات میں تیزی سے بگاڑ کو روکنے میں اہم کردار ادا کیا۔ حالیہ مہینوں کے دوران معاشی صورتحال میں بتدریج بہتری بینکاری شعبے کے لیے اطمینان کا باعث ہے کیونکہ خطرات کے بعض عوامل کی شدت میں کمی آ رہی ہے۔ اہم پیش رفت میں گرانی کے دباؤ میں کمی کے باعث سخت زری موقف میں تبدیلی، کراچی اسٹاک مارکیٹ میں معمول کی کاروباری سرگرمیوں کی بحالی اور شرح مبادلہ میں استحکام شامل ہیں۔ مذکورہ عوامل سے نہ صرف بینکاری شعبے کے کچھ مالی اظہاریوں میں تیزی سے ہونے والے بگاڑ کو روکنے میں مدد ملی بلکہ اس سے 2009ء کی پہلی ششماہی میں بینکاری شعبے کی صورتحال میں بتدریج بہتری کی عکاسی بھی ہوتی ہے۔ خصوصاً، اثاثہ جاتی معیار، کفایت سرمایہ اور نفع یابی جیسے بینکاری شعبے کی مالی صحت کے اشاریوں اور سیالیٹ کے اظہاریوں میں 09ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران 0.3 فیصد اضافہ دیکھنے میں آیا جو 2008ء میں 0.1 فیصد تھا۔ اس پس منظر میں 2009ء کی پہلی ششماہی میں بینکاری شعبے کی مالی کارکردگی کا مختصر جائزہ لیا گیا ہے۔

2009ء کی پہلی ششماہی کے دوران بینکاری شعبے کے اثاثوں میں 8.6 فیصد اضافہ دیکھنے میں آیا ہے جبکہ 08ء کی اسی مدت میں ان میں 6.6 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ اثاثوں میں قدرے بلند نمو اور معاشی صورتحال میں بہتری سے حالیہ مہینوں کے دوران بینکاری سرگرمیوں میں بحالی کی عکاسی ہوتی ہے۔ اعداد و شمار کی سہ ماہی تقسیم سے بھی اس دلیل کو مزید تقویت حاصل ہوتی ہے۔ اثاثوں میں نمو کا بڑا حصہ دوسری سہ ماہی میں مرکوز رہا جبکہ 09ء کی پہلی سہ ماہی میں صرف 2.1 فیصد نمو ہوئی تھی۔ یہ امر خوش آئند ہے کہ پہلی ششماہی کے دوران اثاثوں کو بڑھانے میں بینکاری شعبے کی امانتوں اور سرمائے نے اہم کردار ادا کیا ہے جن میں بالترتیب 8.2 فیصد اور 10.6 فیصد اضافہ ہوا ہے (جبکہ 2008ء میں ان میں 8.7 فیصد اور 3.7 فیصد اضافہ ہوا تھا)۔ جہاں تک اثاثوں کا تعلق ہے امانتوں میں اضافہ صرف 09ء کی دوسری سہ ماہی میں ہوا جس کا سبب بینکاری شعبے پر امانت گزاروں کے اعتماد کی بحالی، اجناس کی مالکاری کے لیے قرضوں کی فراہمی کا ضارب اثر اور امانتیں جمع کرنے کے لیے بینکوں کی کوششیں (آخر جون کے اہداف حاصل کرنے کے لیے) شامل ہیں۔

ایکویٹی بنیاد میں دو ہندسی نمو جیران کن نہیں ہے کیونکہ بینکوں کو آخر 2009ء تک اپنے کم از کم سرمائے (نقصانات نکال کر) میں اضافہ کر کے 6 ارب تک لے جانا ضروری ہے۔ 2008ء کے لیے اس کی حد 5 ارب روپے مقرر کی گئی تھی۔ اس کا ایک اور اہم عامل اثاثہ جاتی کھاتے کی باز قدر پیمائی پر ہونے والا فاضل/خسارہ ہے جس میں حکومتی وثیقہ جات و ایکویٹیز پر سرمایہ کاریوں میں باز قدر پیمائی کے نقصانات (سرمائے سے چارج کیا جانے والا) میں کمی کے باعث 26.2 ارب روپے کا اضافہ ہوا ہے۔ اس حوصلہ افزا پیش رفت کا سبب 2009ء کی پہلی ششماہی میں زری پالیسی میں بتدریج نرمی کے باعث شرح ہائے سود کی سمت میں مراجعت کا رجحان اور ایکویٹی نرخوں میں مستحکم اضافہ ہے۔

2009ء کی پہلی ششماہی کے دوران بینکاری شعبے کے اثاثہ جاتی اجزائے ترکیبی میں خاصی تبدیلیاں دیکھنے میں آئی ہیں۔ سرمایہ کاری جزدان میں 30.4 فیصد اضافہ ہوا جس کی وجہ سے اثاثوں میں اس کا حصہ بڑھ کر 23.2 فیصد ہو گیا ہے جو آخر 2008ء تک 19.2 فیصد تھا۔ اس کے مقابلے میں اسی مدت کے دوران قرضہ جزدان میں 0.2 فیصد کمی دیکھی گئی اور 2009ء کی پہلی ششماہی کے آخر تک اثاثوں میں اس کا حصہ کم ہو کر 52.2 فیصد ہو گیا جو آخر 2008ء میں 56.6 فیصد تھا۔ بینکوں کی اثاثہ جاتی بنیاد کے دو اہم اجزا میں پائے جانے والے مختلف رجحانات کے پیچھے کئی عوامل کارفرما رہے جو یہ ہیں: (1) گرتی ہوئی شرح سود کے ماحول میں فنڈز کو بلند نرخوں میں مختص کرنے پر حکومت کے معین آمدنی وثیقہ جات میں بھاری سرمایہ کاری (2) گردش قرضے کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے مارچ 09ء میں حکومت پاکستان کے جاری کردہ ٹی ایف سی میں سرمایہ کاریاں: یہ بنیادی طور پر بینکوں کے اثاثوں کی قرضوں سے سرمایہ کاری میں منتقلی ہے اور (3) معاشی سرگرمیوں میں نمایاں کمی اور غیر

⁴⁰ تفصیلی تجزیے کے لیے دیکھئے مارچ اور جون 2009ء میں ختم ہونے والی سہ ماہیوں کے لیے بینکاری نظام کے سہ ماہی کارکردگی کا جائزہ، شعبہ بینکاری نگرانی، بینک دولت پاکستان۔

اداشدہ قرضوں میں اضافے کے باعث بینکوں کی جانب سے اپنے قرض گاری معیارات کو سخت بنانے کی کوششیں۔ مذکورہ عوامل نے نجی شعبے کی مالکاری ضروریات کو کسی حد تک کم کرنے میں اہم کردار کیا ہے۔

مالی سال 09ء کی پہلی ششماہی میں قرضہ جزدان کی جزوار تقسیم بھی اسی سمت اشارہ کرتی ہے۔ خصوصاً کارپوریٹ اداروں، ایس ایم ایز، زراعت اور صارتی مالکاری جیسے اہم اجزاء کے واجب الادا قرضوں میں سے 14 ارب روپے کی خالص واپسی ہوئی جبکہ اجناس کی مالکاری کے لیے حکومتی قرضوں میں 163.4 ارب روپے کا اضافہ دیکھنے میں آیا۔ مذکورہ صورتحال کی عکاسی آخر جون 09ء تک مجموعی قرضوں میں سے سرکاری شعبے کے قرضوں کے حصے میں 17.4 فیصد اضافے سے بھی ہوتی ہے جو کہ آخر 08ء تک 10.8 فیصد تھا۔ تاہم، سہ ماہی اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ 2009ء کی دوسری سہ ماہی میں کارپوریٹ شعبے کے قرضوں میں 1.2 فیصد نمو ہوئی ہے جبکہ پہلی سہ ماہی میں 4.3 فیصد کمی ہوئی تھی۔

2009ء کی پہلی ششماہی کے دوران بینکاری شعبے کے اثاثہ جاتی آمیزے میں ہونے والی تبدیلیاں حکومت کو قرضوں کی فراہمی اور بینکوں کی جانب سے نجی شعبے کو قرضے دینے میں ہچکچاہٹ کی عکاس ہیں۔ اس حکمت عملی نے بینکوں کو اپنا خاکہ خطر معاشی صورتحال میں ہونے والی بہتری سے ہم آہنگ رکھنے میں مدد دی۔ سرمایہ کاری جزدان میں خاطر خواہ اضافہ بینکوں کو درپیش سیالیت اور قرضوں کا خطرہ کم کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ذیل میں بعض مالی اظہاریوں کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

کمزور معاشی صورتحال نے بینکوں کے اثاثہ جاتی معیار پر خاصے اثرات مرتب کیے ہیں۔ 2009ء کی پہلی ششماہی میں بینکاری شعبے کے غیر اداشدہ قرضوں میں 38.7

جدول 4.15: اہم مالی اظہاریے فیصد			
2008ء	2008ء ش1	2007ء	
12.3	12.1	13.2	خطرہ بہ وزن شرح کفایت سرمایہ*
10.3	9.7	10.5	سطح اول سرمایہ اور خطرہ بہ وزن اثاثے کا تناسب*
10.5	7.7	7.2	غیر اداشدہ اور مجموعی قرضوں کا تناسب
69.6	84	85.1	تموین اور غیر اداشدہ قرضوں کا تناسب
19.4	6.9	5.6	خالص غیر اداشدہ قرضوں اور سرمائے کا تناسب
0.8	1.7	1.5	اثاثوں پر منافع اعداد انگلیس
7.8	16.7	15.5	ایکویٹی پر منافع اعداد انگلیس
28.6	31.6	33.6	سیال اور مجموعی اثاثوں کا تناسب
75.5	69.8	69.8	قرضوں اور اثاثوں کا تناسب
* 2008ء اور پہلی ششماہی 2009ء کے اعداد و شمار بازل دوم پر مبنی ہیں۔			
ماخذ: بی ایس ڈی، بینک دولت پاکستان			

ارب روپے کا اضافہ ہوا جبکہ 2008ء کے دوران ان میں 141.8 ارب روپے کا غیر معمولی اضافہ ہوا تھا۔ غیر اداشدہ قرضوں میں اضافے اور محدود قرض گاری کی عکاسی غیر اداشدہ قرضوں اور قرضوں کے تناسب میں اضافے سے ہوتی ہے جو 2009ء کی پہلی ششماہی میں بڑھ کر 11.5 فیصد تک پہنچ گیا جبکہ یہ 2008ء میں 10.5 فیصد تھا (جدول 4.15)۔ اگرچہ 2009ء کی پہلی ششماہی میں نئے غیر اداشدہ قرضوں میں کچھ کمی آئی ہے تاہم غیر اداشدہ قرضوں کے واجبات بینکاری شعبے کی نفع یابی میں کمی کا باعث بنتے رہیں گے جبکہ اس کے ساتھ ساتھ تموین کے اخراجات بھی بڑھ جائیں گے۔ خصوصاً، 2009ء کی پہلی ششماہی میں بینکاری شعبے کو تموین کی مدد میں 41.8 ارب روپے خرچ کرنا پڑا جو 2008ء کی پہلی ششماہی میں تموین پر

ہونے والے اخراجات سے 1.5 گنا زیادہ ہیں۔ تموین کے اخراجات میں اس اضافے کے باوجود آخر 2009ء تک تموین کے کوریج تناسب میں صرف 70.2 فیصد اضافہ ہوا جبکہ آخر 2008ء تک اس میں 69.2 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ مطلق معنوں میں بینکاری شعبے کے خالص غیر اداشدہ قرضے (تموین نکال کر) 2009ء کی پہلی ششماہی کے آخر تک بڑھ کر 118.5 ارب روپے تک پہنچ گئے جس سے پتہ چلتا ہے کہ آئندہ مہینوں میں مزید تموین فراہم کرنا پڑسکتی ہے۔

بینکاری شعبے کے اثاثوں کے اجزائے ترکیبی کی قرضوں سے سرمایہ کاری میں منتقلی نے بینکاری شعبے کے خاکہ خطر کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ اجزائے ترکیبی میں ہونے والی اس تبدیلی نے آخر 2009ء تک مجموعی اثاثوں میں سیال اثاثوں کا حصہ بڑھا کر 31.2 فیصد کر دیا جو آخر 2008ء تک 28.6 فیصد تھا۔ یہ بینکوں کی سیالیت کی صورتحال میں بہتری کی علامت ہے۔ خصوصاً، گرتی ہوئی شرح سود کے ماحول میں حکومت کے معین آمدنی وثیقہ جات میں سرمایہ کاری نہ صرف کم خطرات کی حامل ہوتی ہے بلکہ اس سے سیالیت کی پوزیشن کو بہتر بنانے میں بھی مدد ملتی ہے اور منڈی کے خطرے پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ گرتی ہوئی شرح سود کے دور میں امکان ہے کہ بینکوں کو ان وثیقہ جات پر باز قدر پیمائی کی مدد میں فاضل حاصل ہوگا⁴¹ جس سے ملنے والی رقم بینکاری شعبے کی نفع یابی کو بڑھانے میں معاون ثابت

⁴¹ یہ مثبت اثرات شرح ہائے سود میں کمی کے تسلسل کے مفروضے پر مبنی ہیں۔

ہوں گی۔ توقع ہے کہ ایکویٹی نرخوں میں حالیہ اضافے سے بینکوں کو فائدہ پہنچے گا اگرچہ اس اضافے کے اثرات قدرے کم ہوں گے کیونکہ عام حصص میں بینکوں کی سرمایہ کاری ان کی مجموعی سرمایہ کاری کا صرف 4.2 فیصد بنتی ہے۔

خطرہ سیالیت میں بہتری کی عکاسی ایک اور اہم اظہار یہ قرضوں و امانتوں کے تناسب سے بھی ہوتی ہے۔ 2009ء کی پہلی ششماہی میں بینکاری شعبے کے قرضوں و امانتوں کے تناسب میں کافی بہتری آئی ہے جو کہ آخر 2008ء کے 75.5 فیصد سے گر کر 2009ء کی پہلی ششماہی کے آخر تک 75.5 فیصد ہو گیا ہے۔ اس نمایاں بہتری کی وجوہات میں امانتوں کی نمو کی بحالی اور قبل ازیں بیان کردہ متعدد عوامل کے باعث قرضوں میں معمولی کمی شامل ہیں۔

خطرات کے عوامل میں مثبت تبدیلیوں کے باعث بینکوں میں خطرات برداشت کرنے کی صلاحیت میں بھی 2009ء کی پہلی ششماہی کے دوران تبدیلیاں دیکھنے میں آئی ہیں۔ بینکاری شعبے نے 2009ء کی پہلی ششماہی میں 28.6 ارب روپے کا بعد از ٹیکس منافع کمایا۔ اگرچہ منافع کی یہ سطح 2008ء کی پہلی ششماہی میں ہونے والے 46 ارب روپے کے منافع سے خاصی کم ہے لیکن پھر بھی یہ 2008ء میں ہونے والے مجموعی بعد از ٹیکس منافع کا 66.2 فیصد بنتی ہے۔ سال کے ابتدائی نصف حصے میں نفع یابی کے معیاری اظہار یہ بھی بہتری کے عکاس ہیں۔ 2009ء کی پہلی ششماہی میں بینکاری شعبے کے اثاثوں اور ایکویٹی پر بعد از ٹیکس منافع بالترتیب 1 فیصد اور 9.7 فیصد رہا جو کہ 2008ء میں 0.8 فیصد اور 7.8 فیصد تھا (جدول 4.15)۔ تمویں کے اخراجات میں اضافے کو مد نظر رکھتے ہوئے نفع یابی کے اظہاریوں میں یہ معتدل بہتری بینکاری شعبے کے لیے خوش آئند ہے۔

شرح کفایت سرمایہ بینکوں کو درپیش خطرات کا ایک اور اہم اظہار یہ ہے جس میں بینکوں کو دستیاب سرمائے اور خطرہ بہ وزن اثاثوں کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔ 2009ء کی پہلی ششماہی کے دوران ضوابطی سرمایہ 154 ارب روپے اضافے کے ساتھ بڑھ کر 553.8 ارب روپے تک پہنچ گیا۔ اس کا اہم سبب بینکوں کے لیے کم از کم سرمائے کی حد میں اضافہ ہے جس کے تحت بینکوں کے لیے آخر 2009ء تک کم از کم سرمائے کی حد کو بڑھا کر 6 ارب روپے کرنا ضروری ہے۔ بینک واز معلومات سے ظاہر ہوتا ہے کہ 40 میں سے 20 بینکوں کو کم از کم سرمائے کی شرط پورا کرنے کے لیے سال کے دوسرے نصف حصے میں اپنے مطلوبہ سرمائے کو بڑھانا ہوگا جبکہ باقی بینک اس پر پہلے ہی عملدرآمد کر رہے ہیں۔

دوسری جانب خطرہ بہ وزن اثاثوں میں 2009ء کی پہلی ششماہی کے دوران صرف 1.3 فیصد کا اضافہ ہوا۔ اثاثوں کے آمیزے میں ہونے والی تبدیلیوں کے مطابق 2009ء کی پہلی ششماہی میں قرض کے خطرہ بہ وزن اثاثوں میں 1.5 فیصد کمی آئی ہے۔ بینکوں کے قرضوں میں 0.2 فیصد کمی معمولی کمی کے مقابلے میں قرض کے خطرہ بہ وزن اثاثوں میں زیادہ کمی حکومت کو دیے جانے والے قرضوں کے حجم میں اضافے کا نتیجہ ہے۔ اسی مدت میں بینکاری شعبے کی جزئی سرمایہ کاری میں خاصے اضافے کے باعث منڈی کے خطرہ بہ وزن اثاثوں میں 36.2 فیصد کمی نمودار ہوئی۔ بینکوں کے لیے منڈی کا خطرہ کافی حد تک قابو میں ہے اور مجموعی خطرہ بہ وزن اثاثوں میں منڈی کے خطرہ بہ وزن اثاثوں کا حصہ آخر جون 09ء تک 4.2 فیصد تھا۔ 2009ء کی پہلی ششماہی کے آخر تک بازل دوم کی شرائط کے مطابق بینکاری شعبے کی شرح کفایت سرمایہ بہتر ہو کر 13.5 فیصد تک پہنچ گئی جو 2008ء میں 12.3 فیصد تھی (جدول 4.15)۔ بنیادی سرمائے اور خطرہ بہ وزن اثاثوں کے تناسب میں بھی نمایاں بہتری دیکھی جاسکتی ہے جو 2008ء کے 10.3 فیصد سے بڑھ کر 11.3 فیصد ہو گئی ہے۔ مجموعی شرح کفایت سرمایہ میں مذکورہ بہتری کو مد نظر رکھتے ہوئے بینک واز معلومات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اثاثوں میں 6.7 فیصد حصہ رکھنے والے 40 میں سے 6 بینکوں کی شرح کفایت سرمایہ 2009ء کے لیے کم از کم مطلوبہ سرمائے کی 10 فیصد حد سے کم ہے۔ اس سے نظام میں چند کمزور بینکوں کی موجودگی ظاہر ہوتی ہے۔

سال کی پہلی ششماہی میں خالص غیر ادا شدہ قرضوں اور سرمائے کے تناسب کے باعث سرمائے کی بنیاد کے خاتمے کو لاحق خطرات میں بھی کچھ کمی آئی ہے۔ 2008ء کے 19.4 فیصد کے مقابلے میں 2009ء کی پہلی ششماہی میں یہ تناسب 19 فیصد رہا۔ بینک واز معلومات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اثاثوں میں 5.8 فیصد حصے کے مالک 4 چھوٹے بینکوں کا خالص غیر ادا شدہ قرضوں اور سرمائے کے تناسب میں 50 فیصد سے زائد حصہ ہے جبکہ ان میں سے دو بینکوں میں تناسب کی قدر 100 فیصد سے تجاوز کر گئی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بالفرض دیگر تمام اظہاریوں میں کوئی تبدیلی نہ ہو اور خالص غیر ادا شدہ قرضوں کو ان کے سرمائے سے فراہم کیا جائے تو ان بینکوں کی ساری سرمایہ جاتی بنیاد ختم ہو جائے گی۔

مختصر یہ کہ بینکاری شعبے کے استحکام کی پیمائش کے لیے استعمال ہونے والے مالی صحت کے اہم اظہار یہ 2009ء کی پہلی ششماہی میں بہتری کو ظاہر کر رہے ہیں اور

ان کی علامات دوسری سہ ماہی میں زیادہ نمایاں ہیں۔ اس کی عکاسی مالی صحت کے اشاریے میں معمولی بہتری سے بھی ہوتی ہے جو 2008ء کے 0.1 فیصد سے بڑھ کر 0.3 فیصد ہو گیا۔ یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اگرچہ 2009ء کی پہلی ششماہی میں بینکاری شعبے کے خاکہ، خطر اور خطرہ برداشت کرنے کی صلاحیت میں بہتری آئی ہے لیکن تمویں کے بلند اخراجات کی وجہ سے بینکاری نظام اس کی نفع یابی کی سطح کم رہے گی۔ بینکاری نظام میں کچھ کمزور بینکوں کی موجودگی بھی اس میں مسلسل کمزوری کو ظاہر کرتی ہے۔ بینکوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ حکومتی وثیقہ جات، پی ایس ایز اور حکومتی شعبے کو قرضوں کی فراہمی کے بجائے نجی شعبے کو قرضوں کی فراہمی جیسی بنیادی کاروباری سرگرمیوں پر توجہ مرکوز کریں۔ موجودہ حکمت عملی سے اگرچہ بینکاری نظام کے خاکہ، خطر کو بہتر بنانے میں مدد ملی ہے لیکن ایک ایسی معیشت میں اس کے کافی منفی اثرات مرتب ہو سکتے ہیں جو بتدریج اپنے پاؤں پر کھڑی ہو رہی ہے۔

حوالہ جات

- بینک آف انٹرنیشنل سٹیٹمنٹس، بازل کمیٹی آن بینکنگ سپروژن (2008ء)، ”خطرہ سیلابیت کے موزوں انتظام اور نگرانی کے اصول“، ستمبر 2008ء۔
- آئی ایم ایف (2009ء)، ”ورلڈ اکنامک آؤٹ لک اپریل 2009ء“
- بینک دولت پاکستان (2006ء)، ”مالی شعبے کی یکجائی“، مالی استحکام کا جائزہ 2006ء۔
- بینک دولت پاکستان (2008-09ء)، پاکستانی معیشت کی کیفیت، پہلی سہ ماہی رپورٹ م س 09ء۔